Postal Reg. No. L/P/GDP-1 DEC 2006

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 55

شمارہ 45/46

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 250 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک

10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

16/23 شوال 1427 ہجری 9/16 نبوت 1385 ہش 9/16 نومبر 2006ء

اخبار احمدیہ

قادیان 11 نومبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو گھریلو معاملات میں محبت اور پیار اور صلح وصفائی سے کام لینے کی تلقین فرمائی۔

احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی، درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو

ارشاد باری تعالیٰ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ (آل عمران: ۹۳) ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اسکو خوب جانتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے آدم کے بیٹے تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ میں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا" (طبرانی)

☆...... حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

☆...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ تمہارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو، وہی دے کر آگ سے بچو۔ اس لئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کی کجی کو درست کرتا ہے۔ بُری موت مرنے سے بچاتا ہے اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے" (الترغیب والترھیب)

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے" (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۴۹۸)

"قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے" (ملفوظات ج ۳ ص ۳۵۸ الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

"پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے...... اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں" (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۴۱۸-۴۱۹)

تحریک جدید کے سال نو کا بابرکت اعلان ☆ تحریک جدید میں سرفہرست پاکستان ہے جبکہ بھارت کا ساتواں مقام رہا ☆ مطالبات تحریک جدید پر عمل کرنے کی تحریک ☆ چندہ دہندگان کی کل تعداد 482640

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ نومبر ۲۰۰۶ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی

لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (بقرہ ۲۷۳) پھر فرمایا

آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے مالی قربانی کے حوالے سے کچھ کہوں گا آج عمومی طور پر جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے خلفاء وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قابل ہوگئی ہے کہ جہاں وہ ہر قسم کی قربانی کے فلسفہ کو سمجھتی ہے وہیں آج اللہ کے فضل سے افراد جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد اس بات کا فہم حاصل کرنے کے قابل ہوگئے ہیں کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے جان و مال اور وقت کی قربانی نہایت اہم ہے آج بعض سختیوں اور امتحانوں میں سے گزر کر اس نقشہ کے آثار نظر آرہے ہیں جس کے لئے اللہ کا وعدہ الٰہی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ساتھ ہے کہ قربانی کا معیار حاصل کرنے سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بات کا موقعہ دے رہا ہے کہ آج ہم فاستبقوا الخیرات کی روح کو سمجھتے ہوئے نیکی کے مواقع کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہی ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے کیونکہ اگر صالحین میں شامل ہونا ہے تو پھر کوشش سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب اللہ کے حضور حاضر ہوگے تو ان قربانیوں کی

باقی صفحہ 18 پر دیکھیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

تحریک جدید اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں مومنوں سے جو وعدے فرمائے ہیں ان میں سے ایک مومنوں کیلئے دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کو امن میں بدلنا اور ایک وعدہ عبادت الٰہی کا قیام ہے۔ تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں پر کس قدر خوف طاری تھا ایک طرف انکا پیارا محبوب داغ مفارقت دے گیا تھا اور دوسری طرف بعض کمزور ایمان والے ڈگمگانے لگے تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کر دیا تو تینوں وعدے نہایت شان و شوکت سے پورے ہوئے۔ اس کے بعد بھی جس وقت مسلمانوں کو خطرہ درپیش ہوا خلفاء راشدین نے جہاں ان کو قیام عبادت کا حکم دیا ساتھ ہی اپنی تعلیم و تربیت اور اشاعت و توسیع اسلام کیلئے اپنے اموال کو خرچ کرنے کا حکم دیا۔ بالکل اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا تو یہی کام آپ نے بھی سرانجام دئے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی خاص طور پر ان حالات میں جبکہ احمدیت کی مخالفت میں تیزی آئی اور منظم طریق سے مخالفت شروع ہوئی۔ خدمت اسلام کا فریضہ انجام دیا۔

1934 میں مجلس احرار نے جماعت احمدیہ کو جڑ سے ختم کر دینے کی تعالیٰ کی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے مختلف طریق کی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ برحق کی انکے مقابل پر تائید و نصرت و رہنمائی کرتے ہوئے ایسی سکیمیں بتائیں جو بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور آج تک اس کے شیریں ثمرات سے جماعت احمدیہ مستفید ہو رہی ہے چنانچہ آپ نے اس وقت تحریک جدید کا اعلان فرمایا جس میں احباب جماعت سے اصولی طور پر دو اہم قربانیوں کا مطالبہ کیا جس میں سے ایک وقف زندگی اور دوسرا اپنے اموال میں سے زیادہ سے زیادہ رقم پس انداز کر کے خدا کی راہ میں پیش کرنا تھا۔ چنانچہ اس وقت آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مخلصین و مخلصات جماعت نے ایسی اعلیٰ قربانی کا نمونہ پیش فرمایا جس کو پڑھنے اور سننے سے آج بھی بہت حیرت ہوتی ہے ان کی مخلصانہ قربانی پر دل عش عش کر اُٹھتا ہے اور ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا اور آج بھی ہمارے لئے وہ راہ کھلی رکھی جس پر چل کر ہم شاہراہ غلبہ اسلام کے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہر سال اس تحریک کی تجدید ہوتی ہے اور ہر سال ہی مخلصین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اللھم زدفزد اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے عظیم نتائج کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں آج اللہ کے فضل سے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا اور 186 ممالک میں جماعت احمدیہ کا راحت بخش اور پھلدار پودا لگ چکا ہے۔ اور ۶۰ سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے ساتھ مختلف زبانوں میں اخبارات و رسائل اور لٹریچر شائع ہو رہا ہے اسکے علاوہ M.T.A کا زندہ جاوید کارنامہ انہیں قربانیوں کا شیریں ثمر ہے۔ اللہ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے قیام پر ۹۸ سال مکمل ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ ۲ سال بعد خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منائی جائے گی فی زمانہ جبکہ عمومی طور پر ساری دنیا کے حالات دگرگوں ہیں بالخصوص مسلمانوں کی حالت نہ گفتہ بہ ہے گذشتہ دنوں پاکستان میں P.T.V ورلڈ پر ایک مکالمہ نشر ہوا جسکا عنوان تھا ''مسلم امہ کو درپیش سیاسی مسائل کا حل'' اسمیں جو دانشور بیٹھے تھے واشگاف الفاظ میں مسلمانوں کی عملی، ایمانی، اعتقادی بدحالی اور انتشار و انشقاق کا واویلا کرتے ہوئے اسکے مختلف حل پیش کر رہے تھے اور اس بات کا واضح اقرار کر رہے تھے کہ جبتک اللہ تعالیٰ انتظام نہ کرے بہتری کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی ایک صاحب نے یہ حل پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہا ہے اس سے امت کی اصلاح ہوتی رہی ہے گویا بے لفظوں میں وہ یہ اقرار کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا روحانی لیڈر ہونا چاہئے جس کے ہاتھ پر سب متفق ہو جائیں بالآخر انکی گفتگو کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قبل ہی ختم ہو گئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم میں اسکے وعدوں کے موافق خلافت حقہ قائم ہے اور اس پر سو سال کا عرصہ مکمل ہونے والا ہے اس وقت پھر مختلف ملکوں میں جماعت احمدیہ کی مخالفت زور پکڑ رہی ہے اور انکا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس آزمودہ اور کبھی خطا نہ ہونے والا دعا کا ہتھیار موجود ہے جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بار بار فرما رہے ہیں کہ خدا کے حضور عاجزانہ جھکیں دعائیں کریں، دعائیں کریں، اور بہت دعائیں کریں اپنی اور اپنی نسلوں کی اصلاح کریں نمازوں پر زور دیں اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگی میں سادگی اپنائیں ہر قسم کی فضولیات ترک کر دیں اور مالی تحریکات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں آپ نے ۳ نومبر کے حالیہ خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا ہے مالی قربانی اور تحریک جدید کے دیگر مطالبہ جات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اموال و نفوس کی قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اب جبکہ جماعتی ضروریات بہت بڑھ گئی ہیں اور پوری دنیا میں اشاعت اسلام کا بیڑا ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ہم اللہ کے فضل سے جماعتی ترقیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ہمارا فرض ہے کہ پیارے آقا کی توقعات پر پورا اترتے ہوئے خدا کے مقرب اور محبوب بننے کیلئے اس کی راہ میں اپنے عزیز مالوں کو قربان کریں تاکہ کاروانِ احمدیت بسرعت غلبہ اسلام کی شاہراہ پر رواں دواں رہے۔ اللھم آمین

(قریشی محمد فضل اللہ)

پوپ صاحب کے جواب میں

(3)

اس سے قبل ہم پوپ صاحب کی اس تقریر کے جواب میں عرض کر رہے تھے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں نیا کیا پیش کیا ہے؟ ہم ذکر کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے دیسا نیا تو کچھ پیش نہیں فرمایا جو انسانی عقل میں نہ آسکے یا جس سے دنیا جہالت کا شکار ہو جائے لیکن تورات اور انجیل کے مقابلہ میں زمانہ کی ضرورت کے مطابق بہت کچھ نیا بلکہ مکمل ترین پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم سب سے پہلے ذات باری تعالیٰ کے متعلق اور پھر انبیاء علیہم السلام کے متعلق عہد نامہ قدیم و جدید کے اقوال پیش کریں گے اور پھر ساتھ ہی اس تعلق میں قرآن مجید کی تعلیم بھی رکھیں گے جس سے ہمارے محترم قارئین پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ موجودہ زمانہ کی تورات و انجیل کے مقابلہ میں اس زمانہ میں واقعی قرآن مجید کی اشد ضرورت تھی اور قرآن مجید ہی ہے جس نے ذات باری تعالیٰ کی عظمت کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام کی عزت کو بھی قائم فرمایا ہے۔

ہم اپنے بیان کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ایک سچا مسلمان اس بات پر کامل یقین رکھتا ہے کہ ایک زمانہ میں تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد انجیل مقدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی لیکن چونکہ یہ دونوں کتابیں تمام دنیا کی تاقیامت آنے والے زمانے کی ضروریات کو پورا کرنے والی نہیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت نہیں فرمائی جہاں تک تورات کا تعلق ہے تو تمام یہود و نصاریٰ کو یہ بات مسلم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد نبوکدنضر بادشاہ کے زمانہ میں اس کتاب کو مقدس ہیکل سے نکال کر جلا دیا گیا تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں پھر کوئی تورات نہیں تھی۔ پھر عزرا نبی نے دوبارہ اس نسخہ کو ترتیب دیا تھا چنانچہ عہد نامہ قدیم میں یرمیا نبی کی کتاب میں خاص طور پر اس بات کا ذکر ہے کہ نبوکدنضر نے یروشلم پر حملہ کر کے خداوند کے گھر کو جلا دیا اور ظاہر ہے کہ اس کے صندوق میں یہ عہد نامہ بھی موجود تھا (یرمیاہ باب ۵۲ آیت ۱۳) چنانچہ جیسا کہ ہم نے عرض کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار سو سال قبل یادداشت کی بناء پر ہی حضرت موسیٰؑ کی پانچوں کتابیں لکھی گئیں اور ظاہر ہے کہ اگر یہ وہی تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی تو اس میں ایسا ذکر نہ ہوتا کہ ''بالآخر موسیٰ خدا کا بندہ موآب کی سرزمین میں مر گیا''۔ (استثناء باب 34)

اور یہ کہ بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روئے اور یہ کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں آیا۔

علاوہ اس کے عہد نامہ قدیم میں سے جو کچھ بھی یہود کے ہاتھ میں ہے وہ اس میں بھی ساتھ کے ساتھ تحریف کرتے رہتے ہیں اور یہی حال انجیل کا ہے جس میں اب تک خود عیسائیوں نے بہت سی آیتوں کو الحاقی قرار دیا ہے۔

پس بائیبل میں اگر ایسی باتیں ہیں جو قرآن مجید کے درجہ کی نہیں تو دراصل اس کی وجہ یہی ہے کہ بائیبل تمام زمان و مکان کیلئے مکمل نہیں تھی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت نہ فرمائی۔ ادھر قرآن مجید کے پندرہ سو سال گزر جانے کے بعد آج بھی اسی حالت میں ہے جیسے نازل ہوا تھا اور نہ صرف اپنی اصل حالت میں ہے بلکہ قیامت تک کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

اور اس بات کا اعتراف عیسائی مستشرقین کو بھی ہے چنانچہ مشہور مستشرق سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد صفحہ 28 میں قرآن مجید کے متعلق اس بات کا ذکر کرتا ہے۔

حیرت ہے کہ اس کے باوجود یہ لوگ اپنی شکل تو دیکھتے نہیں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید پر اور اس کے پاک رسول سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ اعتراض بناتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک دشمنی سے آپ کی توہین و تذلیل اور تضحیک کو شیر مادر کی طرح پیتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ تو وہ محسن نبی ہیں کہ نہ صرف سابقہ انبیاء علیہم السلام پر آپ کے احسانات ہیں بلکہ آپ تو محسن انسانیت ہیں چنانچہ اب ہم ذیل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق بائیبل اور قرآن مجید کے بیانات پیش کر کے فیصلہ اپنے معزز قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ قرآن مجید اور بائیبل ہر دو کتب میں سے کون سی وہ مقدس کتاب ہے جو آج عظمت الٰہی کا قیام اور انبیاء علیہم السلام کی ناموس و عزت کا نعرہ بلند کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق بائیبل کے اقوال

بقول بائیبل حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر وہ ہمیشہ کیلئے جنت میں رہ گیا اور اگر حیات کے درخت میں سے اس نے کچھ چکھ لیا تو پھر ہمیشہ ہمیش زندہ رہ جائے گا اس خوف سے اس نے آدم کو باغ عدن سے باہر کر دیا خود ہی دیکھ لیجئے کہ اس میں اللہ کی قدرت کا کیسا غلط اندازہ لگایا گیا ہے۔ قرآن مجید

باقی صفحہ 19 پر دیکھیں

تحریک جدید کی عظمت واہمیت اور مہتم بالشان مقاصد سے متعلق خلفاء کرام کے بصیرت افروز ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بانی تحریک جدید

تحریک جدید الٰہی تحریک ہے: ''میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی...... اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کردیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خداتعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے'' (خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

❁ ''میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اُسی کا ہے اور میں صرف اُس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اُسی کا ہے'' (خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء)

تحریک جدید کے اجراء کا مقصد: ''تمام لوگوں تک پہنچنے کیلئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے ہمیں عزم واستقلال کی ضرورت ہے ہمیں دُعاؤں کی ضرورت ہے جو خداتعالیٰ کے عرش کو ہلادیں۔ اور انہیں چیزوں کے مجموعے کا نام '' **تحریک جدید** '' ہے۔

❁ ''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خداتعالیٰ کے نام کو دُنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خداتعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے وقف کردیں اور اپنی عمر اسی کام میں لگادیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم واستقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے'' (خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

تحریک جدید مستقل تحریک ہے: ''تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے خاص مورد ہوئے۔ (خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸)

تحریک جدید میں شمولیت ضروری ہے: ''میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا۔ اور وہ شخص جو خداتعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا''۔ (خطبہ جمعہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

..... میرے دل میں تشویش پیدا ہوتی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر مخلص دل میں تشویش پیدا ہوگی ہماری مالی قربانی اپنی جگہ پر کھڑی ہیں جو قربانیاں ہم اس وقت تک دے چکے ہیں اگر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک تغیر اور ایک تبدیلی پیدا کرے کہ وہ ہمیں کہنے لگیں کہ آؤ ہمیں اسلام سکھاؤ۔ اور ہم کہیں کہ ہمارے پاس تو آدمی نہیں، ہمارے پاس تو پیسہ نہیں ہمارے پاس تو ذرائع نہیں کہ ہم تم تک پہنچیں اور تمہیں اسلام سکھلائیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ساری عمر کام کرتے رہے اور جب پھل لگنے کا وقت آیا تو تھک کر بیٹھ گئے کہ ہم میں اب سکت نہیں کہ اپنی محنت کا پھل جو محض اللہ کے فضل سے ہمیں ملنے والا ہم اسے توڑیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں میں نے ابھی بتایا ہے کہ 30-25 سال جہاں ان اقوام کے لئے بڑے نازک ہیں ہمارے لئے بھی یہ سال بڑے نازک ہیں یہ زمانہ ہمارے لئے انتہائی نازک ہے۔ اس لئے کہ اس زمانہ میں ہماری ترقی کے بہت سے دروازے کھل رہے ہیں اور کھلیں گے۔ انشاء اللہ

اگر ہم اپنی غفلت اور سستی کے نتیجہ میں ان دروازوں میں داخل نہ ہوں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ہم حاصل کریں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد ہم بن سکتے ہیں پس خوف کا مقام ہے ہمیں سوچنا چاہئے ہمیں ڈرنا چاہئے بدنتائج سے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے ہمیں ان فضلوں کو دیکھنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ ہم پر کررہا ہے اور اس فضل کے نتیجہ میں ہماری ترقیات کے نئے سے نئے دروازے اور نئی سے نئی راہیں ہم پر کھول رہا ہے۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ اب ہم سے آگے نہیں بڑھا جاتا تو یاد رکھو کہ اسلام کے فدائی آگے تو ضرور بڑھیں گے مگر وہ کوئی اور قوم ہوگی جسے اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا اور وہ ان راہوں پر ان کو چلائے گا مگر میں پوچھتا ہوں آپ کیوں نہیں؟

آپ نے جن میں سے بعض نے 33 سال تک ان میدانوں میں قربانیاں دیں جن میں سے بعض نے 23 سال تک ان میدانوں میں قربانیاں دی ہیں اب جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی قربانیوں کو قبول کرکے غیر ممالک میں غلبہ اسلام کے سامان پیدا کردیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو یہ آواز دیتے ہیں کہ آؤ آگے بڑھو غلبہ اسلام کے سامان پیدا کردیئے ہیں مزید قربانیاں دو تاکہ اسلام کی فتح تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور آپ یہ کہیں کہ ہم تھک گئے ہیں اب یہ فتوحات ہماری اگلی نسلیں دیکھ لیں ہم نہیں دیکھنا چاہئے کیا یہ جذبہ درست اور معقول ہوگا؟ کیا آپ اسے پسند کریں گے؟ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کسی صورت میں بھی اس چیز کو پسند کریں۔ پس میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں بڑے درد کے ساتھ اور بڑے زور کے ساتھ یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں ہم پے اس رنگ میں نازل کیں کہ ہماری قربانیوں کو قبول کیا آسمان سے فرشتوں کو نازل کیا دلوں سے عیسائیت کو مٹادیا اور ایسے سامان پیدا کردیئے کہ اگر ہم اپنی کوششوں کو اور اپنے عملوں کو اور اپنی محنتوں کو اور اپنی تدابیر کو اور اپنی جدوجہد کو اور مجاہدہ کو تیز سے تیز تر کردیں تو خدا ایسا کرسکتا ہے۔ اور ہر ایک کے دل میں یہ خواہش ہے کہ خدا ایسا کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب ہوتا دیکھ لیں۔ پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن خرید وفروخت بھی فائدہ نہیں دیتی کسی دوست کی دوستی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی کوئی شفاعت کرنے والا پاس نہیں آتا ایسے آدمی کے پاس نہیں آتا جس نے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اس سے یہ وعدہ کیا ہو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے لیکن جب دین کی آواز اٹھے تو وہ کہے کہ دنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں دین کی ضرورتوں کو کیسے پورا کریں ایسے لوگوں کو اُس دن نہ کوئی سودا نفع دے سکتا ہے نہ کوئی دوستی نفع پہنچا سکتی ہے نہ کوئی شفاعت کرنے والا انہیں میسر آسکتا ہے جیسا کہ بڑی وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

اس دن سے قبل اپنے رب کی رضا کو ڈھونڈتے ہوئے اور اُس کو پانے کیلئے ان قربانیوں کو اس کے قدموں پر جاکر لا رکھو کہ جن کا وہ آج مطالبہ کررہا ہے جن کا مطالبہ آج وقت کی ضرورت کررہی ہے جن کا مطالبہ آج یورپین اور دوسری دنیا کی اقوام کے حالات کررہے ہیں۔ اگلے 30-25 سال کے اندر ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ان دلوں کو جن میں مسیح علیہ السلام کی محبت ختم ہو چکی ہے اپنے رب کے لئے جیت لیں اور پھر خدا کرے کہ ہمارے سکھانے سے اور بتانے سے انہیں اللہ تعالیٰ کا عرفان اور معرفت حاصل ہو اور ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے تب خدا ہمیں بڑے پیار سے یہ کہے کہ یہ میرے پیارے بندے ہیں جنہوں نے دنیا کی ہر مصیبت اٹھا کر ہر قربانی دیکر ان اقوام کے دلوں میں میری محبت کو پیدا کیا تھا میں سب سے زیادہ ان سے محبت کروں گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمودہ 27 اکتوبر 1967 بحوالہ بدر 16 نومبر 1967)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

فرمایا تحریک جدید کے بڑے فیوض ہیں اس کی برکتیں قیامت تک جاری رہیں گی انشاء اللہ اس لئے نہ صرف تحریک جدید کو زندہ رکھا جائے بلکہ اولین قربانی کرنے والوں کے کھاتوں کو زندہ کیا جائے ان کی یادوں اور قربانیوں کو زندہ رکھنا ہے...... پھر فرمایا اب تحریک جدید کو ہدایت کی جارہی ہے کہ ایسے مرحومین کے کھاتے جن کے ورثاء کا علم نہیں ان کی فہرستیں اخباروں میں شائع کریں دوسرے ممالک میں ان کو بھجوائیں اور وہاں کے جماعتی اخباروں میں شائع ہوں اور جس اولین مجاہد کے کوئی وارث ملیں ان کو ان کی قربانیوں کو زندہ کرنے کا کہا جائے کہ وہ ان کی یادوں کو زندہ کریں ان کی نیکیوں کو زندہ رکھیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اولین بزرگوں کی قربانیوں کا ذکر فرمایا اور اس طرح آج بھی جو لوگ ان کے نقشِ قدم پر قربانیاں کررہے ہیں ان کا ذکر فرمایا اور اس جہاد میں حصہ لینے والوں کے لئے دعا کا اعلان فرمایا۔

نیز فرمایا:- حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کی تحریک 1934ء میں فرمائی تھی اس میں اللہ تعالیٰ کا امتیازی سلوک کارفرمارہا اور ہر فرد بشر جو اس میں خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے علاوہ اس کے اموال میں بہت برکت ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ حیرانگیز طور پر مسلسل آگے ہی بڑھ رہا ہے۔

(تلخیص خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اکتوبر 1985ء سے اقتباس)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

''اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے جان و مال اور وقت کی قربانی نہایت اہم ہے۔ آج بعض سختیوں اور امتحانوں سے گذر کر اس نقشہ کے آثار نظر آرہے ہیں جس کے لئے اللہ کا وعدہ الٰہی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ساتھ ہے کہ قربانی کا معیار حاصل کرنے سے ہی اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بات کا موقعہ دے رہا ہے کہ ہم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی روح کو سمجھتے ہوئے نیکی کے مواقع کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہی ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر صالحین میں شامل ہونا ہے تو پھر کوشش سے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب اللہ کے حضور حاضر ہوگے تو ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ کا قرب حاصل کروگے۔ یہ جانی اور مالی قربانی تمہاری فلاح کا ذریعہ بنے گی۔ ہمیشہ کی زندگی تمہیں ان قربانیوں سے حاصل ہوگی۔ اور آج یہ ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو حاصل ہے۔ پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں آخرین کی جماعت میں شامل کرکے پہلوں سے ملادیا گیا ہے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی حالتوں پر نظر رکھتے ہوئے ان پہلوں کی قربانیوں کو اپنے سامنے رکھیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ تب ہی ہم اپنی دُنیا اور آخرت کو سنوار سکتے ہیں۔ اور اپنی آنے والی نسل کی ہدایت کا باعث بن سکتے ہیں۔''

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳ نومبر ۲۰۰۶ء)

خطبه جمعه

خلافت کے نظام کی برکت سے آپ تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب حقیقی معنوں میں مکمل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں گے اور آپ کے عاشق صادق کی تعلیم پر بھی عمل کرنے والے ہوں گے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، نمازوں کے قیام، مالی قربانی، اطاعت نظام اور باہمی محبت واخوت کو لازم پکڑنے کی تاکیدی نصائح۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ اور آپؑ کا پیغام پہلے قادیان سے دنیا کے کناروں تک اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔

(زمین کے کنارے فجی آئی لینڈسے پہلی بار حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوا۔ جماعت احمدیہ فجی کی تاریخ کا ایک نہایت اہم سنگ میل۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے الٰہی وعدوں کے ایک اور عظیم الشان رنگ میں ایفاء کا روح پرور نظارہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 28/اپریل 2006ء بمطابق 28/شہادت 1385 ہجری شمسی بمقام صووا (فجی)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ شکر واحسان ہے کہ آج مجھے دنیا کے اس خطے اور ملک سے بھی براہ راست خطبہ دینے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ دنیا کا یہ حصہ دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے، یہ سب جانتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کا ایک اَور طرح سے نظارہ کروا رہا ہے۔ ایک تو وہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائے اور دکھا رہا ہے کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ اور آپ کا پیغام ہم ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پہنچتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور 2005ء کے جلسہ قادیان اور اس سال کے شروع میں دو خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ بھی قادیان سے براہ راست نشر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے خطبات دینے کی توفیق دی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے کناروں تک پہنچے۔ اور آج جیسا کہ مَیں نے کہا فجی کے اس شہر سے جو (فجی کا ہی) ایک دوسرا شہر ہے اور دنیا کا آخری کنارہ ہے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ تو ایک لحاظ سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ دنیا کے آخری کنارے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے باقی حصوں میں پہنچانے کا سامان اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ کوشش جو ہم براہ راست خطبہ نشر کرنے کے لئے کر رہے ہیں، کامیاب بھی ہو اور یوں ہم اس پیشگوئی کو اس طرح بھی پورا ہوتے دیکھیں کہ پہلے یہ پیغام دنیا کے ان کناروں تک پہنچا اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیں اس کا شکرگزار بنانے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کا ذریعہ بننا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے مسیح ومہدی ہیں جو سب جانتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسیح ومہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آج دنیا اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ومہدی ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ ہر کوئی پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے، دنیا زبان حال سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ کوئی مصلح کوئی مہدی کوئی مسیح اس زمانہ میں ہونا چاہئے جو دنیا کو صحیح راستے پر چلا سکے۔ آج دنیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقیقی رنگ کو بھول چکی ہے۔ نفس نے بہت سے خدا دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں جن کی ہر شخص پوجا کر رہا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کے حق کو بھلایا جا چکا ہے۔ اور اس طرح نفسانفسی کا عالم ہے کہ اپنے بھائی کے حقوق چھین کر بھی اپنے حقوق قائم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ آج سینکڑوں لکھنے والے اخباروں میں لکھتے ہیں خود دوسرے مسلمان بھی یہ لکھتے ہیں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا ہے، عمل نہیں۔ تو یہی زمانہ تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس زمانے میں میرا مسیح ومہدی ظاہر ہوگا۔ پس وہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خوش قسمتوں میں شامل کیا جنہوں نے اسے قبول کیا۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف قبول کر لینا ہی کافی ہے؟ نہیں بلکہ آپؑ کے آنے کا ایک مقصد تھا کہ بندے کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے قائم کرواتا ہے۔ اور پیدا کرنے والے خدا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنا ہے۔ تاکہ ان دونوں طرح کے حقوق کی ادائیگی سے ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں اور یوں اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کو سمیٹیں یا سمیٹنے والے بنیں اور مرنے کے بعد بھی اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکیں۔ پس ہمیں آپؑ کی تعلیم کی روشنی میں جو دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم ہے جس کو لوگ بھلا بیٹھے ہیں، اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں''۔ یعنی گناہ سے بچنے کا راستہ دکھاتا ہوں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 11 جدید ایڈیشن)

پس دیکھیں یہ سب سے بڑا مقصد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا کہ خدا کی پہچان کروائیں اور جب بندے کو خدا کی پہچان ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ پس آپ نے

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا آپ کی بیعت میں شامل ہو گئے تو اپنا جائزہ لیں، ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ جو مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آنے کا بیان فرمایا ہے اور سب سے بڑا مقصد یہی بیان فرمایا ہے، اور بھی مقاصد ہیں لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا سب سے بڑا مقصد ہے پھر بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے اور یہ سارے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ تو جیسا کہ مَیں کہہ رہا تھا اس مقصد کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اور جب ہم اس مقصد کو سامنے رکھیں گے تو ہمیں خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے اور عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اگر ہمیں اللہ کے حضور جھکنے اور اس کی پہچان کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی تو ہمارا یہ صرف نام کی بیعت کر لینا بے فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شرائط بیعت ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ہر آدمی اپنے آپ کو جماعت احمدیہ میں شامل کرتا ہے۔ اگر آپ ان کو پڑھیں تو پتہ لگتا ہے کہ آپؑ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

دوسرے اس اقتباس میں جو مَیں نے پڑھا ہمارے ان بھائیوں کا بھی جواب آ گیا جو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد تھے، مصلح تھے، لیکن نبی نہیں تھے۔ آپؑ نے یہ لکھ کر کہ میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی، واضح فرمایا کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ عطا فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور بہت ساری جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ میری حیثیت نبی کی ہے اور یہ بھی کہ آپ کس حیثیت سے نبی ہیں۔ بہر حال مَیں نے یہ اقتباس پڑھا تھا تو ضمناً یہ بات بھی سامنے آ گئی۔ آپؑ کی نبوت ایسی نبوت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ آئے ہیں۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آپؐ کے غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ہر وقت ڈوبا رہتا تھا۔ آپؑ اپنے ایک فارسی کلام میں فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم　　　گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اللہ تعالیٰ کے بعد مَیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اگر یہ عشق جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، کفر ہے، تو مَیں بہت بڑا کافر ہوں۔ تو یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم تبھی حقیقی احمدی کہلا سکتے ہیں جب ہم بھی اپنے پیدا کرنے والے خدا اور اس کے آخری شرعی نبی سے عشق کرنے والے بنیں۔ اس کوشش میں رہیں کہ اس عشق کے معیار ہمیں بھی حاصل ہوں اور یہ کوشش کس طرح ہوگی؟ یہ تب ہوگی جب ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے، اُس تعلیم پر چلنے والے ہوں گے جو ان پاک اور نیک عملوں کے معیار حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے۔

آپؑ اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

"ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور "دوسرے حقوق العباد" یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ایک دوسرے کے حقوق۔" اور حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں، ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں"۔ یعنی آپس میں احمدیوں کے ایک دوسرے کے ساتھ حقوق ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق ہیں، "خواہ وہ بھائی ہیں یا باپ ہے یا بیٹا ہے۔ مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے"۔ ایک دین کا ایسا رشتہ ہے جو بھائی بھائی کا رشتہ ہوتا ہے" اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی ہے"۔ اس کے علاوہ دوسرے انسان ہیں کسی بھی مذہب کے ہوں، کسی بھی فرقے کے ہوں، ان سب سے سچی ہمدردی کرنا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اُس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو"۔ یعنی کسی اپنے ذاتی مقصد کے لئے نہ ہو" بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے" یعنی جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہئے" کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے، پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن: 61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 96 جدید ایڈیشن)

تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اپنے دو حقوق ادا کرو، ایک اللہ کا حق جو بندے پر ہے دوسرا بندے کا حق دوسرے بندے پر یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق ہے، اس میں ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق۔

اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور بے غرض ہو کر عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ جب کسی مشکل میں یا مصیبت میں گرفتار ہو گئے یا پڑ گئے تو اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب آسائش کے، آسانی کے دن آئے، ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہو گئے تو دنیا میں ڈوب گئے اور خدا کو بھول گئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اس بات کا خیال ہی نہ رہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور سب نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ رکھیں اور عبادت کا جو بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ: 15) یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میری عبادت اور میرا ذکر نماز کو قائم کرنے سے ہی ہوگا۔ اور نماز کو قائم کرنا یہ ہے کہ باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھی جائے اور مردوں کے لئے حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ عورتیں تو نماز گھر میں پڑھ سکتی ہیں۔

یاد رکھیں نماز کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمائی ہے کہ فرمایا کہ نماز چھوڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ جو بھی حالات ہوں، نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اگر آپ نماز پڑھنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا براہ راست تعلق پیدا ہوگا۔ نہ آپ کو کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور ورد کی ضرورت ہے، نہ کسی پیر فقیر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ نماز کو ہی اپنا وظیفہ اور ورد بنا لیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔ (ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ترک الصلوۃ)۔ یعنی جو نماز نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اپنی نمازوں کی بہت حفاظت کریں، یہ آپ پہ فرض کی گئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"انسان کی زاہدانہ زندگی" یعنی انسان کی نیکی کی زندگی" کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے" یعنی کہ جھکا رہتا ہے، روتا ہے، "امن میں رہتا ہے"۔ جو انسان دعائیں مانگتا ہے وہ امن میں رہتا ہے" جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ" یعنی اپنے آپ کو عاجز کر کے رونا اور گڑگڑانا۔ فرمایا" خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو رب ہے اس کی مہربانی اور شفقت اور پیار کی گود میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔ "یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا"۔ یعنی اس شخص نے اپنے ایمان کا مزا نہیں اٹھایا" جس نے نماز میں لذت نہیں پائی"۔ جس کو نماز میں مزا نہیں آیا۔ نماز پڑھتے ہوئے مزا آنا چاہئے تبھی ایمان کا مزا ہے۔ نہیں تو ایمان کے بھی زبانی دعوے ہیں۔ "نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی" دانہ کھاتے ہوئے" ٹھونگے مارتی ہے، ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا۔ اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں۔ اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو، نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ، فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے" فرق پیدا کر دیتی ہے" اور دل کو کھولنے، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے"۔ انسان کے دل میں اس سے ایک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ "اس لئے سورۃ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہئے"۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ سے جو شروع ہوتی ہے اس کو سورۃ فاتحہ کہتے ہیں" اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائل کامل اور محتاج مطلق کی صورت بناوے"۔ یہ ضروری ہے ہر انسان کے لئے کہ ایک ایسا سوالی ہو جو کسی سے سوال کرنے میں بالکل پیچھے پڑنے والا سوالی ہو جائے۔ اور ایسی شکل بنائے جس کو بہت زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے۔ "اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اس طرح سے چاہئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے

ساتھ'' یعنی منت سے گڑگڑا کر، زاری کر کے روئے'' اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حال کیا جائے۔ پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے'' جب تک نماز میں روئے نہیں'' اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے، نماز میں لذت کہاں''۔ (ملفوظات جلد نمبر2 صفحہ 145-146)

پس یہ معیار ہیں جو ہمیں حاصل کرنے چاہئیں۔ اپنے آپ کو دیکھیں جائزہ لیں کیا حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد یہ چیزیں ہم میں پیدا ہوگئی ہیں، یہ معیار ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض لوگ مختلف وظیفوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں بجائے اس کے کہ نماز پڑھیں اور دعائیں کریں۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وظیفوں کے ہم قائل نہیں البتہ دعا کرنی چاہئے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو۔ سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے، جناب الٰہی میں گداز ہو، یعنی ایک بے چینی سے اور ایک تڑپ کے ساتھ، ایک شوق کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھکے ایسا کہ وہ قادر حیی و قیوم دیکھ رہا ہے۔ اور یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ جو ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے وہ ہمیں دیکھ بھی رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا۔ جب آدمی اس طرح نماز پڑھتا ہے اور عبادتیں کرتا ہے تو گناہوں سے بھی ہٹتا جاتا ہے، برائیوں اور بدیوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ جس طرح انسان آگ یا ہلاک کرنے والی اور اشیاء سے ڈرتا ہے، خطرناک چیزوں سے انسان ڈرتا ہے، ویسے ہی اس کو گناہ کی سرزنش سے ڈرنا چاہئے۔ اسی طرح اس گناہ کرنے سے بھی ڈرنا چاہئے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو پکڑے گا۔ اگر یہ ڈر ہوگا تو بچے گا۔ گناہگار زندگی انسان کے لئے اس دنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر عذاب الٰہی کی سموم چلتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ گناہگار انسان کو مکمل طور پر دوزخ بنا دیتی ہے۔ اور ایسے گناہگاروں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی، غصے کی، ناراضگی کی ہوائیں چلتی ہیں اور اس کو ہلاک کر دیتی ہیں مار دیتی ہیں۔ جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے، اسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔ ہمارا یہی مذہب ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ اپنے فضل کی ہوا چلائے۔ فرماتے ہیں کہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی ضرورت تھی جیسے ہم کو ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا فعل اس بات پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپؐ سے بڑھ کر نمونہ بن سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی استغفار کیا کرتے تھے، جب آپؐ استغفار کرتے تھے تو پھر ہمیں کس قدر کرنا چاہئے۔ پس یہ سنت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمائی کہ نمازیں پڑھتے تھے، اللہ سے مغفرت طلب کرتے تھے اس کے آگے گڑگڑاتے تھے، روتے تھے۔ اس طرح دعائیں کرتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ کی سجدے کی حالت میں ایسی کیفیت ہو جاتی تھی جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو۔

یعنی اس طرح آپ تڑپتے تھے اور روتے تھے اور سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے اُبلتی ہوئی ہانڈی پک رہی ہو۔ اس میں سے اُبلتی ہوئی ہنڈیا کی آواز آتی ہے۔ پس دیکھیں ہمیں کس قدر استغفار کرنی چاہئے اور دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ اپنے خدا کو راضی کریں۔

پھر ایک بہت بڑا حق جو ایک احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا حق ہے، وہ نظام جماعت کی اطاعت ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ بھی ادا کرو اور رسول کی اطاعت بھی کرو۔ فرمایا ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57) کہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو پھر نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اس آیت سے پہلے جو آیت ہے اس میں مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے خلافت کا وعدہ ہے جو عبادت کرنے والے ہوں گے اور نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔ اور عبادت کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جیسا کہ اس آیت میں فرمایا جو نمازوں کو قائم کرتے ہیں، اس طرف توجہ رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کی گئی مالی قربانی بھی عبادت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپ مالی قربانیاں کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں، چندے دیتے ہیں تو وہ بھی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو بحیثیت جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو زکوٰۃ کے نظام کو بھی قائم رکھے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانیاں کرنے والی بھی ہے۔ اور اس میں خلافت کا نظام بھی رائج ہے۔ پس اس نظام کی برکت سے آپ تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب حقیقی معنوں میں مکمل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے اور عاشق صادق کی تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہوں گے۔ آپ نے بیعت کر کے ایک معاملے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لی، آپ کے اس حکم کو مان لیا کہ جب میرا مسیح و مہدی ظاہر ہو تو اگر تمہیں برف کی سلوں پر بھی چل کر جانا پڑے تو اس کے پاس جانا اور میرا سلام کہنا۔ اللہ نے فضل فرمایا یہاں آپ تک یہاں احمدیت کا پیغام پہنچا اور آپ نے احمدیت کو قبول کر لیا لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اتنا کر لینا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے مان لیا اور سلام کہہ دیا۔ بلکہ اپنے اندر تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے تعلق بھی قائم کرنا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔

اس بارے میں اب پھر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ یعنی ایک موقع پیدا کر دیا ہے ایسے لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں نیکی تھی۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ۔ اس بات پر تمہیں کوئی فخر نہ ہو کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے، یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان منکرین سے بہر حال بہتر ہو جنہوں نے مسیح و مہدی موعود کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ حسن ظن کیا کہ جو دعویٰ کرنے والا ہے وہ سچا ہی ہے اور یہی شخص ہے جس نے آنا تھا تم نے مان لیا اور اس سے تم اللہ تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچاؤ گے لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمے کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ ایسا چشمہ ہے جہاں سے پانی نکلتا ہے اس کے قریب تو گئے ہو جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ قریب پہنچ گئے ہو اب پانی بھی پینا ہے پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اس پانی کو پینے کی بھی تمہیں توفیق عطا فرمائے۔ صرف چشمے کے قریب پہنچ کے کھڑے نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمے سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر جو اسلام کی تعلیم ہے اس پر چلنا، قرآن کریم پر عمل کرنا۔ یہ ایسا پانی ہے جو زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے اس چشمے سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا حق۔ اللہ کی مخلوق کے حق کیا ہیں۔ جیسا کہ آپؑ فرما چکے ہیں مَیں نے پہلے بھی اقتباس میں پڑھا تھا۔ ایک دوسرے سے سچی ہمدردی ہو۔ حدیث میں آتا ہے، مسلمان کو آپس میں اس طرح ہونا چاہئے جس طرح ایک جسم کا حصہ۔ جب جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم کو تکلیف پہنچتی ہے پس جماعت کے ہر ممبر کو چاہئے، ہر احمدی کو چاہئے کہ اس طرح اپنے اندر ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس پیدا کریں کہ جب ایک کو تکلیف ہو تو سب کو تکلیف ہو، اور پھر اس طرح جب ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس پیدا کریں گے تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی کو اپنے سے کم تر سمجھیں یا کسی احمدی کے لئے دل میں رنجش پیدا ہو۔ ایک دوسرے سے ناراضگیاں پیدا ہوں، شکایتیں پیدا ہوں۔ اور اس ہمدردی کو حضرت مسیح موعودؑ نے صرف آپس میں تعلق بڑھانے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ فرمایا کہ یہی نہیں کہ یہ ہمدردیاں تم آپس میں ہی احمدی احمدی سے رکھو بلکہ فرمایا کہ بظاہر جن کو تم اپنا دشمن سمجھتے ہو یا جو تمہارے سے دشمنی کا سلوک کرتے ہیں، تمہاری مخالفت کرتے ہیں ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح تمہیں نقصان پہنچائیں، ان کے ساتھ بھی ہمدردی کرو اور ہمدردی کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کرو اور ان تکلیف دینے والے لوگوں کے لئے بھی اپنا سینہ صاف رکھو۔ جب تم اس طرح سینہ صاف رکھو گے، اپنا دل لوگوں کے لئے صاف رکھو گے تو پھر یہی حقیقی معنوں میں رسول کی اطاعت ہوگی اور تم رسول کی اطاعت کرنے والوں میں شمار ہو سکتے ہو۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز

چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ

فون 047-6213649

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

کاشف جیولرز

گولبازار ربوہ

047-6215747

اس بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ'' حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی دے''۔ جو تمہارے سے تعلق توڑتا ہے اس سے بھی تعلق قائم کرو جو تمہیں نہیں دیتا اس کو بھی دو، کوئی کسی قسم کا تمہارا حق ادا نہیں کرتا تب بھی اس کا حق ادا کرو۔ جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تُو درگزر کرے''۔(مسند احمد بن حنبل صفحہ438) جو تمہیں برا بھلا کہے گالیاں دے اس کو معاف کر دو، نظر پھیر کے اس سے چلے جاؤ بجائے لڑائی کرنے کے۔

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جس پر چلنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ جب ہم ایسے رویے اختیار کریں گے تو جماعت کے اندر بھی اور ماحول میں بھی درگزر اور قصور معاف کرنے کی فضا پیدا کریں گے۔ ایک دوسرے کو معاف کرنے والے ہوں گے۔ اور نتیجۃً جھگڑوں اور فسادوں کو ختم کرنے والے ہوں گے۔

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے عاجزی اختیار کرو۔ کیونکہ تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عائشہ! عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

پس یہ حکم ایسا ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں، سوسائٹی میں امن اور محبت کی فصلیں اگا رہے ہوں گے کسی کو کبھی اپنی قوم کا یا خاندان کا تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کریں، احترام کریں، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں تو یہی چیزیں ہیں جو ہر قسم کی دشمنیاں ختم کرنے والی ہوں گی۔

یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنے کی ضرورت ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں اور اس سے دعا مانگیں۔ آپ کے دل میں اللہ کا خوف ہو ہر وقت یہ احساس ہو کہ ایک خدا ہے جس کے سامنے ہم نے پیش ہونا ہے اور پھر ہمارا حساب کتاب بھی ہونا ہے۔ اگر تو یہ احساس قائم رہے گا تو جس دل میں بھی یہ احساس قائم رہے گا وہ اللہ کے حقوق ادا کرنے والا بھی ہوگا اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والا بھی ہوگا۔ اور ایک احمدی کے دل میں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ احساس ہونا چاہئے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک احمدی میں اور دوسروں میں عبادت کے لحاظ سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لحاظ سے بھی ایک واضح فرق ہونا چاہئے، اور نظر بھی آنا چاہئے۔ ہر ایک کو نظر آئے اور آپ کے یہ نیک نمونے ہی ہیں جو دوسروں کو آپ کے قریب کریں گے اور آپ کو یہ توفیق ملے گی کہ دنیا کو بھی اس طرف توجہ دلا سکیں کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے یہ راستے ہیں جن پر ہم چل رہے ہیں تم بھی آؤ اور اپنی دنیا کو بھی سنوار لو اور اپنی آخرت کو بھی سنوار لو۔ ہر بچہ، بوڑھا، مرد، عورت اس طرف توجہ کرے، کہ ہم نے حقیقی معنوں میں خدا کا عبادت گزار بندہ بننا ہے اور مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ جب آپ میں سے ہر ایک اپنے میں یہ انقلاب پیدا کرنے والا بن جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ جماعت کی ترقی آپ کو اس چھوٹے سے خوبصورت جزیرے میں نظر آئے گی۔ پس ابھی سے اپنے اندر یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کریں، اس جلسے کی برکات سے بھر پور فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا مقصد یہ بیان فرمایا تھا کہ احمدیوں کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ تو اس سے فائدہ اٹھائیں، اپنے یہ دو دن دعاؤں میں لگائیں اور پھر ان دعاؤں کو ہمیشہ زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ یہ نہ ہو کہ یہاں سے جائیں تو پھر بھول جائیں کہ نمازیں بھی پڑھنی تھیں کہ نہیں، دعائیں بھی کرنی تھیں کہ نہیں، بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے تھے کہ نہیں۔ بلکہ آپ کی زندگی کا یہ حصہ بن جانی چاہئیں۔ اسی طرح دعاؤں کے علاوہ اس جلسے کے ماحول میں، جب کافی یہاں اکٹھے ہوں گے، جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ کوئی اونچ نیچ ہو جاتی ہے، اس لحاظ سے ایک دوسرے کو برداشت کریں گے تو حقوق بھی ادا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلافت سے عقیدت

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے
محبت میں خدا کی پھر وہ آگے بڑھتا رہتا ہے
ہونگے پاؤں اور پیوست نوکِ خار ہو جائے
اُسے اندیشہ سود و زیاں باقی نہیں رہتا
کوئی گردن کٹا دے یا کوئی سنگسار ہو جائے
خزائن علمِ روحانی کے اس کو بخشے جاتے ہیں
وہ تابندہ ، درخشندہ بُلند افکار ہو جائے
نہیں تنہا خلافت کا جو دامن تھامے رہتا ہے
یقیں رکھو خدا خود اُس کا یارِ غار ہو جائے
نہیں کچھ دخل اس میں زورِ بازو یا ارادت کا
سعادت حق سے پا کر دِل فدائے یار ہو جائے
الٰہی جھ کو وابستہ شجر سے حشر تک رکھنا
شجر پھولے پھلے اور خوب سایہ دار ہو جائے
بھرے دامن میں ڈھیروں پھول برکاتِ خلافت کے
یہ وہ دامن نہیں الجھے ، الجھ کر تار ہوجائے
کوئی سجدوں میں گر کر رو رہا ہے گڑگڑاتا ہے
خدایا آدمی کو آدمی سے پیار ہو جائے
بہت طوفان ہے یہ کشتی نوح کا کھویا ہے
خدایا احمدیت کا سفینہ پار ہو جائے
بچایا جائے گا وہ جو بھی اس کشتی میں آئے گا
جسے ہمراہ چلنا ہو ، ابھی تیار ہو جائے
جو ہم کو آزماتے ، طنز کے نشتر چبھوتے ہیں
ہماری خامشی ان کے لئے گفتار ہو جائے
بہار احمدیت کو خزاں سے دُور رکھ یا ربّ
الٰہی صحنِ احمد پھر سے گل و گلزار ہو جائے
جو پتھر مارنے آئے تھے اب ہمراہ چلتے ہیں
تعجب ! اتنی اُلجھی راہ یوں ہموار ہو جائے
ترا حسنِ تکلّم دیکھ کر دل سے دُعا نکلی
ہر اک خادم خدایا تجھ سا خوش گفتار ہو جائے
نچھاور تجھ پر اے آقا عقیدت کے یہ چند آنسو
خوشا اے دل خلوص و جذب کا اظہار ہو جائے

تحریک جدید الٰہی تحریک

منیر احمد حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیف کا کام قلم سے کر دکھایا اور اس کے ذریعہ سے تمام عقائد باطلہ کو رڈ فرمایا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلفاء کرام نے آپ کے مشن احیاء اسلام کو جاری رکھا یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب اس کے نیک بندوں کے مقابل پر شیطان آتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں مامور و مرسل کی تائید و نصرت فرماتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ 1934 میں جب احرار کا سنگین فتنہ سامنے آیا اور احراری لیڈروں نے یہ تعلّی کی کہ وہ مرکز احمدیت کو نیست و نابود کر دیں گے اور منارۃ المسیح کو دریا برد کر دیں گے اس نازک وقت میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک الٰہی تحریک جاری کرنے کی خبر دی جس کا نام تحریک جدید رکھا گیا:

آپ فرماتے ہیں کہ:

''میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جو خدا تعالیٰ نے جاری کی ہے میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ تحریک میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے''۔

(خطبہ جمعہ 1942 ماخوذ از الفضل)

احرار کی مخالفانہ تحریک اتنی پرزور تھی کہ جیسا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جو لوگ ہم سے ملنے جلنے والے تھے اور بظاہر ہم سے محبت کا اظہار کرتے تھے انہوں نے پوشیدہ بغض نکالنے کیلئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سینکڑوں ہزاروں روپوں سے ان کی مدد کرنی شروع کر دی۔'' (تقریر فرمودہ 27 دسمبر 1943)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ 281)

''ایک دفعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ کے موقعہ پر سردار سکندر حیات خان کے مکان پر چوہدری افضل حق نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل دیں''۔

تحریک جدید کی داغ بیل کے تعلق سے سیدنا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے (قمر الانبیاء) رضی اللہ عنہ رقم فرماتے ہیں کہ:۔

''جماعت احمدیہ کے دوربین امام نے ایک نظر میں ہی ان سارے زمینی و آسمانی انقلابوں کو بھانپ لیا اور روح القدس نے آپ کے دل میں الہام کیا کہ جماعت کیلئے یہ ایک نئے دور کا آغاز ہے آپ کی اولو العزم ہمت ان خطروں کو دیکھ کر اور بھی بلند ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ خدا کا لایا ہوا ہر دور مبارک ہے ہم بھی اس جدید دور میں ایک جدید تحریک کی داغ بیل قائم کریں گے اور ایک طرف اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اور دوسری طرف دشمن پر وار کرتے ہوئے آگے نکل جائیں گے یہی وہ تحریک جدید ہے جو اس وقت جماعت کے سامنے ہے''

(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ 414)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:۔

''پس جب تک تمہاری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے تمہارا فرض ہے کہ اس چیلنج (احرار کے چیلنج۔ناقل) کو منظور کرتے ہوئے اس گروہ کے زور کو جو دھمکیاں دے رہا ہے توڑ کر رکھ دو اور دنیا کو بتا دو کہ تم پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتے ہو۔ سمندروں کو خشک کر سکتے ہو اور جو بھی تمہارے تباہ کرنے کیلئے اُٹھے وہ خواہ کسقدر طاقتور حریف کیوں نہ ہو اسے خدا تعالیٰ کے فضل سے اور جائز ذرائع سے تم مٹا سکتے ہو کیونکہ تمہارے مٹانے کی خواہش کرنے والا درحقیقت خدا تعالیٰ کے دین کو مٹانے کی خواہش کرتا ہے''

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ 281)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:۔

''تمہیں ہر ایک قسم کی قربانی کرنی ہوگی اور سلسلہ کے وقار کو قائم کرنے کیلئے ہر ایک جدوجہد کرنی پڑے گی آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت ہی نازک ہے ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے''۔ (ماخوذ از سوانح فضل عمر)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

''اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس رنگ میں قربانی کریں کہ جو بہت جلد نتیجہ خیز ہو کر ہمارے قدموں کو اس بلندی تک پہنچا دے جس بلندی تک پہنچانے کیلئے حضرت مسیح موعود دُنیا میں مبعوث ہوئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں بعض کو دور دراز ملکوں میں بغیر ایک پیسہ لئے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو آپ لوگ اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہوں گے''

(خطبہ ارشاد فرمودہ 19 اکتوبر 1934)

چنانچہ اس عظیم الشان الٰہی تحریک تحریک جدید کے تحت آپ نے جماعت کے سامنے انیس مطالبات رکھے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت کی عملی اخلاقی و دینی تربیت کرنا اس کیلئے سادہ زندگی اختیار کرنا مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا الزامات و اتہامات جو اسلام پر و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مخالفین کی طرف سے لگائے جا رہے ہیں ان کے جوابات شائع کرنا وقف زندگی کی تحریک اور بیرون ممالک میں مشنوں کا قیام۔

تاریخ گواہ ہے کہ احباب جماعت نے حضور رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہا اور قربانی کے ہر میدان میں ریکارڈ قائم کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداء میں 27000 روپے کا مطالبہ کیا تو جماعت نے اس وقت لاکھوں روپے پیش کر دیئے احباب جماعت نے اپنے مویشی و قیمتی کپڑے بیچ ڈالے۔ اعلیٰ ملازمتیں ترک کر کے دیار حبیب کے در کے غلام ہو گئے۔ عورتوں نے اپنے زیورات لاکر بخوشی اپنے آقا کے قدموں میں پیش کر دیئے خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان تحریک کے ذریعہ جہاں احیائے اسلام کے ایمان افروز نظارے ہمیں دکھائے وہاں دشمنوں پر ایسی کاری ضرب بھی لگائی کہ جس کا خود مخالفین نے اعتراف کیا چنانچہ لائلپور (موجودہ فیصل آباد پاکستان) میں مولوی عبد الرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر (سابق المنیر) سلسلہ احمدیہ کے شدید معاند تھے انہوں نے 1956 میں کھلے بندوں اس حقیقت کا اعتراف کیا وہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ تعلق باللہ دیانت خلوص علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیت رکھتے تھے سید نذیر حسین دہلوی مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری۔ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مولانا عبد الجبار غزنوی مولانا ثنا اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو کہ ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کیلئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبار و رسائل چند دن انہیں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے''

(المنبر لائل پور 23 فروری 1956)

یہ گواہی 1956 کی ہے اور آج ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے 2006ء کے دور سے گزر رہے ہیں۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک دور میں ہی 112 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا تھا اور 59 ممالک میں 92 اخبارات و رسائل جاری ہو چکے تھے۔ اور آپ کے 52 سالہ دور خلافت میں جماعت احمدیہ ایک مستحکم اور منظم جماعت بن چکی تھی۔ آپ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور اب موجودہ خلیفہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں احیائے اسلام کا احمدیہ قلعہ دنیا کے 187 ملکوں میں ناقابل تسخیر حیثیت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم 2008ء میں خدا تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر خلافت جوبلی کا صد سالہ جشن منانے جا رہے ہیں و باللہ التوفیق۔

تحریک جدید کی مبارک الٰہی تحریک میں آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے احباب و مستورات اور بچے اپنا حصہ ڈال رہے ہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1993 میں فرمایا تھا کہ:۔

''چندہ عام کے بعد سب سے زیادہ اہم تحریک جو عمومی طور پر جماعت کیلئے جاری فرمائی گئی وہ تحریک جدید کا چندہ ہے کیونکہ اس کا تعلق ساری دنیا میں اشاعت اسلام سے ہے''

ہمارے پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 5 نومبر 2004ء میں فرمایا کہ:۔

تحریک جدید کا نظام نظام وصیت کیلئے ارہاص کے طور پر ہے۔ نیز آپ نے دفتر پنجم کے تاریخ ساز اجراء کا اعلان بھی فرمایا آپ نے اس نئے دفتر میں نومبائعین۔ واقفین نو بچوں اور نئے پیدا ہونے والے بچوں کو بھی شامل کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس مبارک الٰہی تحریک میں شامل رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور ہم اپنے خاندان کے تمام افراد کو اس میں شامل کریں۔ اپنے ورثاء کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کیلئے جو دفتر اول میں شامل ہیں انکی طرف سے چندہ ادا کرتے رہیں اور خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں و رحمتوں کے وارث بنتے رہیں۔ ☆☆☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلوٰۃُ ھِیَ الدُّعَآء

(نماز ہی دعا ہے)

منجانب

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

تحریک جدید کا جہادِ کبیر

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت المصلح الموعود امام جماعتِ احمدیہ کو ۱۹۳۴ء میں مخالفتوں کے طوفان کے موقعہ پر جو بابرکت آسمانی منصوبہ القاء فرمایا اُسے حضور نے جہادِ کبیر کا نام دیا۔ فرمایا:-

"تحریک جدید کا جہادِ کبیر وہ شان رکھتا ہے کہ اس میں اخلاص سے حصّہ لینے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام عطا فرمائے گا۔"

یہ جہاد کئی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ جہاد بالنفس بھی اس میں شامل ہے اور جہاد بالمال بھی۔ بہرحال جہاد کے جتنے پہلو بھی اسمیں شامل ہیں اِن میں سے ہر ایک پہلو کی مشترکہ صفت "اخلاص" ہے۔

اخلاص کے کیا کیا تقاضے ہیں؟ یہ سوال ہے جو اس وقت زیرِ غور ہے۔ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہوتا ہے۔ اگر نیّت میں خلوص ہے تو نتائج کا بابرکت ہونا یقینی امر ہے۔ اس مبارک حدیث میں خلوص نیّت کی نشاندہی یوں فرمائی گئی ہے کہ اصل مطلوب ومقصود خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہونی چاہیئے پس خلوص نیّت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ جس کام کی نیّت کی جائے وہ کام محض لِلّٰہ کیا جائے منفعت یا دکھاوا مدِّ نظر نہ ہو۔

اخلاص کا دوسرا تقاضہ یہ ہے کہ جو کام بھی سُپرد ہو اُس میں اُسکی تکمیل کے لئے پورا زور صرف کیا جائے۔ تمام استعدادیں بروئے کار لائی جائیں۔ طاقت سے کم زور لگانا اخلاص کے منافی ہے۔

اخلاص کا تیسرا تقاضا یہ ہے کہ مفوّضہ فرائض ادا کرتے وقت جن احکامات کی فرمانبرداری لازمی ہے اُن کو کُلّی طور پر لازمی سمجھتے ہوئے اطاعت کے جذبے کو عروج تک پہنچایا جائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ جزوی طور پر اطاعت کافی ہے۔ جزوی اطاعت بھی اخلاص کے منافی ہے اس لئے قُرآن مجید میں مومنوں کا شیوہ بیان کیا گیا ہے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا۔

اخلاص کا چوتھا تقاضا یہ ہے کہ فراست سے کام لیتے ہوئے منفی رَو پر نظر رکھی جائے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے میں جس قدر روکیں واقع ہوسکتی ہیں اُنکا دلیرانہ مقابلہ کرتے ہوئے اُن کو بروقت عبور کیا جائے۔ کسی مخالف رَد یا طعن وتشنیع کے خدشہ سے ہار تسلیم کر لینا بھی اخلاص کے منافی ہے اسی لئے قُرآن مجید میں مومنوں کا شیوہ یوں بیان کیا گیا ہے لَا یَخَافُوْنَ لَوْ مَةَ لَا ئِم۔

اِس وقت ہمارے پیشِ نظر تحریک جدید کا جہادِ کبیر ہے۔ آیئے دیکھیں اخلاص کے مذکورہ تقاضوں کو ہم اس جہادِ کبیر میں کیسے پورا کر سکتے ہیں۔ اس جہادِ کبیر کا ایک حصّہ یہ ہے کہ ہم صحابہ کی طرح سادہ زندگی گذاریں۔ فضول خرچیوں سے بچیں اور رسومات ترک کردیں۔ اس طرح کی زندگی گذارنے میں اصل مقصد خدا کی خوشنودی ہو تو کوئی دوست رشتہ دار اس میں حائل نہیں ہوسکتا۔ رسومات ترک کرتے وقت کسی کی طعن وتشنیع یا ملامت ہم پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ بہرحال ہم اپنی پوری کوشش اس میں صرف کریں گے تو اخلاص کا تقاضہ پورا ہوگا۔

اِس جہادِ کبیر کا ایک حصّہ مالی جہاد کا ہے۔ اخلاص کا تقاضہ ہے کہ ہم دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ محض لوجہ اللّٰہ قربانی پیش کریں اور ایسی قربانی پیش کریں جو ہماری استطاعت سے کم نہ ہو۔ اگر ایسی قُربانی کرنے سے ہماری کوئی ضروریات ملتوی ہوتی ہوں تو ہم اس کی قطعاً پرواہ نہ کریں۔ دین کو بہرحال ہم دُنیا پر مقدم رکھیں گے۔

اخلاص میں اطاعت کا پہلو ایک احمدی کو مکلّف کرتا ہے کہ مالی قربانی کے سلسلے میں جو ہمارے محبوب ائمہ اور مشاورت کی طرف سے آداب مقرر کئے گئے ہیں اُن کے مطابق قربانی پیش کی جائے۔ مثلاً کسی بچے یا خاتون کا وعدہ -/24 روپیہ سے کم نہ ہو اور ہر کمانے والے کا وعدہ اُس کی ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصّہ کے برابر ہو۔ اس قسم کی قربانی خلوصِ نیّت کی مظہر ہوگی۔ اور اسی قسم کی قربانی اللہ تعالیٰ کا قُرب عطا کر سکے گی جس کا ذکر ہمارے محبوب امام حضرت فضلِ عمر نے تحریک جدید کو ایک جہادِ کبیر قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

پس اے احمدی بھائیو اور بہنو اور بچو! تحریک جدید کی قُربانی آپ کو خدا کا قُرب عطا کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ بشرطیکہ اُس کے مقررہ قواعد کے مطابق قربانی پیش کی جائے۔ اپنے محبوب امام کی آواز پر غور کرو۔ فرمایا:-

"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو اور اے عورتو تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض ومقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین وآسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا۔ خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن من دھن خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قُربان کردو۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر دل وجان سے لبیک کہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تحریک جدید کے سالِ نو کے اعلان پر

محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ اسلام مغربی افریقہ۔ انگلستان وجزائرفجی

بوجھ اپنا سب ہمیشہ خُود اُٹھانا چاہیئے
زورِ کُفر و شرک اب یکسر مٹانا چاہیئے

مرکزِ تبلیغِ حق ہے آج تحریک جدید
دین کی نشر و اشاعت فرض ہے ہر ایک پر

ہے رُسُومِ بد سے بچنا رُوحِ تحریک جدید
مقصدِ "تحریک" ہے تبلیغ دینِ مصطفیٰ

جو مُجاہد ابتدا سے ہیں شریک اس میں اُنہیں
سُست گاموں کو بتا کر اُس کی حکمت اور مفاد

جو کہ اس تحریک میں اب تک نہیں شامل ہوئے
سادگی مسلک رہا شاہِ دو عالم کا مدام

غیر کے ٹکڑوں پہ جینا تو نہیں مردانگی!
عار ہے رکھنا صلیب اپنی کسی کی پُشت پر

"ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج"
رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر بصد عجز و نیاز

ہے کلیدِ فتح و نُصرت اِتّفاق و اِتّحاد
قُدرتِ ثانی کے مظہر حضرتِ طاہر سے جو

اپنی جنّت اپنے ہاتھوں سے بنانا چاہیئے
آبِ فیض مصطفیٰ سب کو پلانا چاہیئے

بوجھ اِس کے کام کا سب کو اُٹھانا چاہیئے
فرض یہ دل سے نہ اِک پَل بھی بھلانا چاہیئے

اِن سے اپنے آپ کو ہر دم بچانا چاہیئے
عُمر بھر اس کو شعار اپنا بنانا چاہیئے

سالِ نو پر کچھ نہ کچھ چندہ بڑھانا چاہیئے
رفتہ رفتہ تیز رفتاری سکھانا چاہیئے

اُن کو بھی سمجھا کے ساتھ اپنے ملانا چاہیئے
سادگی کو روز و شب شیوہ بنانا چاہیئے

رِزق اپنا زورِ بازُو سے کمانا چاہیئے
بوجھ اپنا جو بھی ہو، خود ہی اُٹھانا چاہیئے

کُچھ بھی ہو یہ کام اب انجام پانا چاہیئے
ربِّ جن و اِنس کا دَر کھٹکھٹانا چاہیئے

اختلاف اَدنیٰ سے ادنیٰ بھی مٹانا چاہیئے
عہدِ بیعت ہم نے باندھا ہے نبھانا چاہیئے

اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ ہے قولِ خَتْمِ الْمُرْسَلِین
اپنا مسلک فرماں برداری بنانا چاہیئے

وقف اولاد

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہیکہ ایسے بچے جو کسی وجہ سے وقف نو میں شامل نہیں ہو سکے اور ان کے والدین کی خواہش ہے کہ ان کے بچے وقف کے تحت آئیں تو اُنہیں وقف اولاد میں لیا جاتا ہے جس کیلئے دفتر تحریک جدید قادیان سے فارم منگوالیں۔ اُسے پُر کر کے مقامی صدر صاحب کی تصدیق کروا کر دفتر تحریک جدید میں بھجوائیں۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں وقف اولاد کے بارہ اطلاع دی جاتی ہے۔ اور حضور انور کی راہنمائی میں ایسے بچوں کی دینی تربیت کا کام تحریک جدید کی طرف سے کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس دینی مساعی میں اپنے خاص فضل سے برکت ڈالے۔ آمین۔ (وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان)

وقف عارضی کے تعلق سے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

احباب جماعت ہندوستان کو وقف عارضی کے تعلق سے خصوصی توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب محررہ مورخہ یکم نومبر 2006ء میں تحریر فرمایا ہے۔

'جماعتوں میں وقفِ عارضی کورواج دیں پختہ عمر کے بزرگوں کو تیار کریں جو اپنے قریب قریب کی جماعتوں میں جاکر تھوڑے تھوڑے عرصہ کیلئے وقف عارضی کریں اس سے تربیت کا کافی سارا حصہ کور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول دمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"۔ (مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح)

خریداران رسالہ انصاراللہ متوجہ ہوں

جملہ خریداران رسالہ "انصاراللہ" قادیان سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے حسابات چیک کرلیں اور جن احباب کے ذمہ رسالہ کا چندہ باقی ہے جلد از جلد اپنے بقایات جات کی ادائیگی کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(نگران رسالہ دفتر انصاراللہ بھارت)

تحریک جدید کے اغراض ومقاصد اور اس کے شیریں ثمرات

محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان

جیسا کہ احباب جماعت بخوبی جانتے ہیں کہ تحریک جدید کا سال یکم نومبر سے شروع ہوتا ہے اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین ہر بار نئے سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہیں اور احباب جماعت کو اس تحریک میں شمولیت اور پہلے سے مزید آگے بڑھنے کی تحریک فرماتے ہیں اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 3 نومبر کے خطبہ جمعہ میں اس کا اعلان فرما چکے ہیں۔

1934ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک نہایت اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال جماعت احمدیہ کی مخالف مجلس احرار نے جماعت کے خلاف ایک متحدہ یورش کی اور مخالفت کا ایک طوفان برپا کردیا جماعت کے روز افزوں اثر ورسوخ کو دیکھ کر ان کے ساتھ خود حکومت انگریز کے بعض افسر بھی اپنی غلطی اور کوتاہ بینی سے جماعت کی بڑھتی ہوئی طاقت کو اپنے لئے خطرہ کا موجب سمجھ کر اسے دبانے اور مٹانے کی فکر میں لگ گئے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سیاہ بادلوں کی گرجوں اور بجلی کی مہیب کڑکوں میں سے گزری ان ایام کی تاریخ ایک طرف تو نہایت دردناک ہے یہ صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور احمدیوں کا صفحہ ہستی سے صفایا کردیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کسی احمدی کو دیکھنے کا خواہشمند ہوگا تو اسے ڈھونڈنا پڑے گا اس مقصد کی خاطر مخالفوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں، استعدادوں اور وسائل کو اس گھناؤنے مشن کی تکمیل کیلئے جھونک دیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہنمائی کی برکت سے دشمن جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا حضور کے حسنِ تدبر سے ایک طرف احرار کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی اور وہ اپنے مقصد میں بری طرح ناکام اور نامراد ہوئے دوسری طرف جماعت احمدیہ نے ایک قلیل عرصہ میں شاندار اور حیرت انگیز ترقی حاصل کی اور انہیں خوفناک طوفانوں سے باری تعالیٰ کی رحمتوں کی پھوار نے ساری جماعت کو گھیر لیا اور اس ابتلاء سے جماعت ہر لحاظ سے پہلے سے زیادہ مضبوط تر اور قوی تر ہو کر نکلی۔ مخالفت کا طوفان تو تھم گیا اور ختم ہو گیا مگر جماعت کو تحریک جدید جیسی عظیم برکت سے فیضیاب کر گیا جس کی بدولت جماعت کی ترقیات کی رفتار پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی۔

تحریک جدید کا اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے اس موقعہ پر جماعت کی ترقی کیلئے ایک سکیم تجویز فرمائی جسے تحریک جدید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کمزوری اور بے کسی اور بے بسی کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کے مخلصین نے اپنے مقدس امام اور آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جس جذبہ اور جوش کے ساتھ تحریک جدید کا عملی طور پر خیر مقدم کیا وہ الٰہی جماعتوں اور قوموں کے ایمان کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہر سوچنے اور غور کرنے والے کیلئے ایک نشان اور برہان ہے کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مقدس امام بھی برحق خلیفہ پسر موعود اور قدرت ثانیہ کا مظہر ہے۔

مطالبات تحریک جدید کا خلاصہ

حضورؓ فرماتے ہیں۔ ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔ اوّل جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔ دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔ تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کردینا جس کے نتیجہ میں تبلیغ کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔ چوتھے جماعت کو تبلیغی کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت اپریل 1939)

پس جماعت کی اندرونی اور بیرونی تربیت و اصلاح بیرونی ممالک میں مشن ہاؤسز اور مساجد کا قیام، قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کے کاموں میں غیر معمولی وسعت یہ تمام ترقیات تحریک جدید کا ثمرہ ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”تحریک جدید گو وصیت کے بعد آئی ہے مگر اس کیلئے پیشرو کی حیثیت میں ہے گویا وہ نظامِ نو کے مسیح کیلئے ایک ایلیاہ نبی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا ظہور مسیح موعود کے غلبہ والے ظہور کیلئے ابطور ارہاص کے ہے ہر شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے۔ وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے اور ہر شخص جو نظام وصیت کو وسیع کرتا ہے وہ نظام نو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔ (نظام نو صفحہ 110)

الٰہی تحریک: اس بابرکت تحریک کے متعلق خود بانی تحریک حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا تعالیٰ نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے سے نہیں تھی میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے جماعت کے سامنے رکھ دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔

(خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲)

ہر احمدی کا فرض:

آپؓ فرماتے ہیں” ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا اسے احمدیت میں اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ وہ اسلام کی خدمت...... کیلئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت کا قبول کرنا محض بیکار ہے“

(بدر ۴ جنوری ۱۹۵۴)

آپؓ فرماتے ہیں” میں نے اس چندہ کو لازمی کردیا ہے جماعت کے ہر فرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے“ (الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۵۷)

حضرت مصلح موعودؓ کا احرار کو انتباہ

احرار اور دیگر نام نہاد اسلامی جماعتوں کو مخاطب کر کے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو۔ اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچادو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کیلئے تُل جاؤ پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اُس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اُس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں“

(الفضل ۳۰ مئی 1935ء)

افراد جماعت کا والہانہ جوش اور قربانی کا مظاہرہ

اپنے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کی آواز پر تمام جماعت نے دل و جان سے لبیک کہا ماؤں اور بیٹیوں نے اپنے زیورات پیارے امام کے قدموں میں نچھاور کردیئے۔ احباب جماعت نے اعلیٰ معیار کی مالی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ ہزاروں افراد نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کر کے اپنے آپ کو خلیفہ وقت کے سپرد کردیا۔ فدایان اسلام کی یہ قربانیاں اس وقت سے لے کر آج تک شدومد سے جاری ہیں اور تاریخ اسلام میں ایک سنہرے باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یاد رہے کہ تحریک جدید صرف ایک تبلیغی تحریک کا نام نہیں بلکہ اس تبلیغ کیلئے ایک ایسی تعلیم و تربیت کا بھی نام ہے جس سے آدمی انسان بنتا ہے اور انسان بااخلاق اور باخدا انسان بن جاتا ہے ایک ایسے کیرکٹر کا پیدا کرنا مقصد ہے جو خالص اسلامی ہو۔ یعنی اسلام کی حقیقی تصویر کا آئینہ دار ہو۔ تحریک جدید نے یقیناً ایسے لوگ پیدا کئے جن کے علم وکلام کا دنیا نے لوہا مان لیا اور ان کی قربانی اور ایثار نے اسلام کا سر بلند کردیا۔ جماعت احمدیہ اور تحریک جدید دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی چیز کے دو الگ الگ نام ہیں اور دونوں لازم و ملزوم اس کی ایک تعریف ہمارے چوتھے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں کی ہے۔

” یہ وہ جماعت ہے جس کی کوئی مثال نہیں دنیا کے پردے میں اس وقت یہ جماعت بلاشبہ ساری کائنات کا خلاصہ ہے اور اس دور نے جماعت کو ایک نئی عظمت نئی رفعت عطا کردی ہے“

(خطبہ جمعہ ۲۷ جولائی ۱۹۸۴ بدر۔ ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء)

حضرت مصلح موعودؓ تحریک جدید کے متعلق فرماتے ہیں:

”تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت سے پہنچایا جاسکے۔ تحریک جدید کو اسلئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے وقف کردیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگادیں تحریک جدید کو اسی لئے جاری کیا گیا تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے...... ہر شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اُس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دکھ تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا“۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یکم اپریل 1938ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

” اگر دوست چاہتے ہیں کہ وہ تحریک جدید کو کامیاب بنائیں تو ان کیلئے ضروری ہے کہ...... ہر جگہ نوجوانوں کی انجمن قائم کریں قادیان میں بعض نوجوانوں کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل کرتے ہوئے ایک مجلس خدام الاحمدیہ کے نام سے قائم کردی ہے...... میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کے اصول پر کام کرنے کی عادت ڈالیں نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کریں انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب

دیں سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں۔

دینی علوم پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ کریں اور ان نوجوانوں کو اپنے اندر شامل کریں جو واقعی میں کام کرنے کا شوق رکھتے ہیں ...... مگر وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ تحریک جدید کے اصول پر کریں میں نے بارہا کہا ہے الا مام جُنّۃٌ یقاتل من ورائہ۔ تمہارا کام بے شک یہ ہے کہ تم دشمن سے لڑو مگر تمہارا فرض ہے کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو۔ پس کوئی نیا پروگرام بنانا تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی ہوگا اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز ہو گے ...... اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم تحریک جدید کے متعلق میرے گزشتہ خطبات سے تمام ممبران کو واقف کرو۔ اور ان سے کہو کہ وہ اوروں کو واقف کریں اور پھر ہر شخص اپنی ماں بہن اور بیوی اور اپنے بچوں کو ان سے واقف کرے ...... اگر تم یہ کام کرو تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے (اور اس دنیا کی حقیقت کیا ہے چند سال کی زندگی ہے اور بس) مگر خدا تمہارا نام جانے گا اور جس کا نام خدا جانتا ہو اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

زندگی کی علامت: حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کے اجراء کے بعد وقف زندگی پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔

زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں ہر شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے کہ اے امیر المومنین! یہ خدا اور اُس کے رسول اور اس کے دین اور اُس کے اسلام کیلئے حاضر ہے۔ جس دن سے تم یہ سمجھو گے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ اسلام کیلئے ہیں جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا بلکہ عملاً اُس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا اُس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو۔

جان کا مطالبہ: تم سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا اور جو اکیلا حقیقی مطالبہ ہے۔ وہ تمہاری جان کا مطالبہ ہے نہ صرف تمہیں اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہئے بلکہ ہر وقت یہ مطالبہ تمہارے ذہن میں مستحضر رہنا چاہئے کیونکہ اُس وقت تک تم میں جرأت و دلیری پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک تم اپنی جان کو ایک بے حقیقت چیز سمجھ کر دین کیلئے اُسے قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار نہ ہو" (خطبہ جمعہ ۱۱ جنوری ۱۹۷۵)

خدا کیلئے قربانی: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں" میرے مخاطب وہی ہیں جو خدا کیلئے قربانی کرتے ہیں نہ کہ میرے لئے اور قربانی کرتے وقت خدا کو مدنظر رکھتے ہیں نہ کہ دنیا کو۔ اُن کو بشارت ہو کہ ہر شخص اپنی قربانی اور ایثار کے مطابق بدلہ پائے گا۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض نہیں رہنے دیتا وہ اس کو ضرور اس جہاں میں بھی اگلے جہاں میں بھی روحانی رنگ میں بھی اور عرفانی رنگ میں بھی تقویٰ کے رنگ میں بھی اور قوت عمل کے رنگ میں بھی ضرور بدلہ دے گا۔ یہ وہی بہتر جانتا ہے کہ کسے کس رنگ میں بدلہ دینا بہتر ہوتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ بعض کیلئے علم اور بعض کیلئے مال اور بعض کیلئے اطمینان قلب ٹھوکر کا موجب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیوں اپنے بندہ کو ٹھوکر دے۔ نادان سمجھتا ہے کہ اگر اسے ایک خاص صورت میں انعام نہیں ملا تو اسے کچھ نہیں ملا حالانکہ اُس کیلئے اس صورت میں انعام کا نہ ملنا ہی انعام کا ملنا ہوتا ہے۔ (خطبہ جمعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۶ء)

تحریک جدید کے اصول مستقل ہیں

آپ فرماتے ہیں۔

یہ عارضی چیز نہیں بلکہ مستقل چیزیں ہیں اور دوستوں کو فرض ہے کہ جبر سے نہیں بلکہ پیار و محبت سے سمجھا کر دلائل دیکر لوگوں کو قائل کریں جب یہ باتیں ہماری جماعت کے قلوب میں راسخ ہو جائیں گی تو جب احمدیت کو بادشاہتیں ملیں گی۔ اُس وقت کے بادشاہ بادشاہ بنکر نہیں بلکہ بھائی بنکر حکومت کریں گے اور جہاں جائیں گے لوگ کہیں گے کہ یہ ہمیں اُٹھانے آئے ہیں۔

ہمیں سپاہیانہ طور پر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اور اپنی تمام زندگی کو مختلف قسم کی قیود کے ماتحت لانا چاہئے۔ دوستوں کو چاہئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سادہ زندگی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اُن قیود کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں چاہئے کہ زیادہ تعہد کے ساتھ ان مطالبات پر عمل کریں۔ (خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۳۶ء)

تحریک جدید کے دورِ ثانی میں جماعت کو قربانیوں کی تحریک

آپ فرماتے ہیں۔

پس چاہئے کہ ہمارے سامنے خواہ کس قدر مشکلات ہوں ہم اپنے خون کے آخری قطرہ تک کو خدا تعالیٰ اور اسلام کی راہ میں بہادیں۔ اور اگر ہم اس کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم اس قربانی سے ہچکچاتے ہیں اگر ہمیں ایسا کرنے میں کوئی تامل ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا محض ایک دکھاوا ہے۔ فریب ہے مکاری ہے اور دغا بازی ہے بے شک قربانیوں کا راستہ لمبا ہوتا جاتا ہے۔ مگر اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک کوئی قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اُسے قربانیاں کرنی پڑیں گی قربانی کے بغیر زندگی ممکن ہی نہیں۔ اور جس دن کوئی قوم یہ چاہے کہ خدا تعالیٰ اُس سے قربانی کا مطالبہ نہ کرے۔ اُس کو ابتلاء میں نہ ڈالے تو اُس کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ چاہتی ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے چھوڑ دے۔ قربانی کے مطالبہ کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ اُسے یاد کر رہا ہے۔ اور جو شخص قربانی کے دروازہ کے بند کئے جانے کا خیال بھی دل میں لاتا ہے وہ ایمان کی حقیقت سے واقف نہیں۔ جو امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قربانی کے دروازہ کو بند کردے۔ وہ گویا دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھے چھوڑ دے۔ اے خدا مجھے بھول جا۔ اے خدا مجھے کبھی یاد نہ کر۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی دعا کرنے والا مومن نہیں ہو سکتا۔ (خطبہ جمعہ الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۴۴ء)

تحریک جدید کے شیریں ثمرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے افراد نے حضور اقدسؓ کی آواز پر لبیک کہا اور خدا نے اس کے طفیل کثرت سے جماعت کو شیریں ثمرات سے نوازا اور جماعت نے ہر پہلو سے ترقی کی اور کئی بیرونی ممالک میں حضورؓ کے دور میں ہی جماعت احمدیہ کے مشن ہاؤسز مساجد اور تبلیغی مراکز قائم ہو چکے تھے۔

جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت قیادت میں بے انتہا ترقی کی جہاں ایک طرف دشمن اسلام، احمدیت، جماعت کو دنیا سے ناپید کرنے کا ارادہ رکھتی تھی وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضورؓ کے ارشادات اور نصائح میں ایسی کشش اور جاذبیت پیدا کی کہ احمدی افراد نے اپنے آپ کو دیوانہ وار ہر قربانی کیلئے حضور کے سامنے پیش کیا چنانچہ جماعت نے بڑے منظم رنگ میں تبلیغی و تربیتی امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک لائحہ عمل تیار کیا چنانچہ جماعت کے افراد نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ ان ہدایات اور لائحہ عمل پر دیوانہ وار دن رات کام کیا اور احمدیت کے پیغام کو اندرون اور بیرون ہند میں پہنچانے میں ہر ممکن کوشش کی جس کے مفید نتائج برآمد ہوئے۔

حضورؓ کے عہد مبارک میں بیرون ہند میں احمدیہ مشن کا اجراء

جاپان میں مشن 1935 میں قائم ہوا۔ تحریک جدید کے تحت 1935 میں سنگاپور میں مبلغ بھجوائے گئے۔ جاوا میں مشن تحریک جدید کے تحت 1936 میں قائم ہوا۔ یوگوسلاویہ میں 1937ء میں تبلیغی مرکز قائم کیا گیا۔ اٹلی مشن 1937 میں قائم کیا گیا۔ ارجن ٹائن مشن (جنوبی امریکہ) 1936 میں قائم ہوا۔

سپین۔ البانیہ اور پولینڈ میں مشن۔ تحریک جدید کے تحت ان ہر سہ ممالک میں بھی تبلیغی مراکز قائم کئے گئے تھے اس کے علاوہ افغانستان ایران ترکستان میں بھی تحریک جدید کے تحت نوجوان ان جگہوں پر پہنچ گئے تھے۔

غیر از جماعت افراد کا اعتراف

چوہدری افضل حق صدر جمعیۃ احرار کے تاثرات

یہ دشمن سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب "فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلا بازیاں" کے صفحہ 46 پر آج سے ساٹھ سال پہلے کے مسلمانوں کے جمود کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

" آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کیلئے چوکنا کر دیا۔ مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے بڑھا۔ اگر چہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا۔ جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کیلئے نمونہ ہے" (بحوالہ تاثرات قادیان 1938)

قادیانی حضرات کی مساعی جمیلہ

اخبار ہمدرد دہلی نے لکھا" ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور انکی اُس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد میں منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سوادِ اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور اُن اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا جن اصحاب کو جماعت قادیان کے اس جلسہ عام میں جسمیں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم و طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

(اخبار ہمدرد دہلی 26 ستمبر 1927)

اخبار تیج 25 جولائی 1927ء میں تحریر کرتا ہے۔

احمدیہ تحریک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ میں نے اسلام کے اندر رہ کر اور اسلام کے ترک کرنے کے بعد مسلمانوں کے تبلیغی نظام کو خوب مطالعہ کیا ہے میرے خیال میں تمام مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ ٹھوس۔ پراثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں اور آج تک ہم نے اُس خوفناک جماعت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اگر کی ہے تو فی الحال ہم اُسے سمجھ نہیں سکے۔

اگر ہم نے اُس کی طرف کبھی دیکھا بھی تو ہماری نگاہیں اُس کے بیرونی خط و خال کو دیکھ کر پلٹ آئیں اور اُس کے اندرونی حالات ابھی تک ہمارے لئے ایک بھید اور سرّخفی ہیں بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے (اندر) ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔

پرچارک کا سچا جذبہ: یہی اخبار اپنی اسی اشاعت میں لکھتا ہے۔

معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے (اندر) ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔

پرچارک کا سچا جذبہ:

یہی اخبار اپنی اسی اشاعت میں لکھتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیوں کا ہر ایک فرد بچہ بوڑھا نوجوان مرد وعورت مبلغ ہے اور وہ پرچار کو اپنی زندگی کا اولین ومحبوب ترین فرض سمجھتے ہیں اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ احمدی بچوں اور عورتوں میں اپنے مذہب کے پرچار کا ایسا جوش پایا جاتا ہے کہ اُس سے ہمارے بڑے بڑے پرچارک بھی محروم ہیں۔ اور طلباء کالجوں میں اپنے ہم جماعتوں اور استادوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ احمدی استاد طلباء پر اپنا اثر ڈالتے ہیں ڈاکٹر مریضوں کو اپنے مذہب کے اصول بتلاتے ہیں غرض کوئی احمدی کسی وقت بھی اس فرض سے غافل نہیں رہتا میں صاف صاف اپنے ہندو بھائیوں کو بتلا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں بھی کوئی احمدی مرد یا عورت موجود ہو وہاں اپنے بچوں اور سادہ لوح بھائی بہنوں کو ان کے تبلیغی اثر سے محفوظ سمجھنا ایک غلطی ہے۔ جس طرح ایک ساحل پر کھڑے ہوئے شخص کیلئے سمندر کی تہہ کا حال معلوم کرنا مشکل ہے اسی طرح عام ہندوؤں کیلئے احمدیوں کے تبلیغی جوش اور جدوجہد کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

اعتراف حقیقت: سکنڈے نیویا کی ایک عیسائی تنظیم نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں تحقیقات کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا بعد تحقیق Bertil Wilberg نے بیان کیا کہ یہ جماعت اسلام کی ترقی کیلئے بے پناہ جذبہ رکھتی ہے اور اسلامی ممالک میں سے عیسائی اثرات کو دور کرنے کیلئے سرتوڑ کوشش کررہی ہے احمدیہ جماعت اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ واپس لانے کیلئے اپنی کوششوں میں ممتاز ہے اور اس طرح اس جماعت کی یہ بھی کوشش ہے کہ مسلمانوں کی قومی برتری ثابت ہو اور عزت نفس قائم ہو۔ ایک لمبے عرصے سے ربوہ سے تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا جارہا ہے جس کے نتیجہ میں ساری دنیا میں احمدی جماعتیں قائم ہوگئی ہیں مشرقی مغربی افریقہ امریکہ جنوب مشرقی ایشیاء اور متعدد یورپین ممالک میں اس جماعت کے افراد پائے جاتے ہیں۔

(بحوالہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت بدر 1984ء)

جماعت احمدیہ اور روحانی انقلاب

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

بیشک آج ہم وہ کام نہیں کرسکتے جو حکومت اور بادشاہت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مگر وہ باتیں جو ہمارے اختیار میں ہیں ان پر آج سے ہی عمل شروع ہو جانا چاہئے اور پھر آئندہ قریب زمانہ میں جوں جوں شریعت کے احکام تفصیل سے لکھے جائیں ان تمام احکام کو عملی رنگ دیتے چلے جانا چاہئے اور جماعت ان کو یاد کرتی چلی جائے تا یہ نہ ہو کہ وہ صرف چندہ دے کر یہ سمجھ لے کہ اُس کا کام ختم ہوگیا بلکہ اسلام کے تمام احکام پر عمل اُس کی غذا ہو۔ اور سنت وشریعت کا احیاء اُس کا مشغلہ ہو۔ یہاں تک کہ دنیا تسلیم کرلے کہ سوائے اُس حصہ کے جو خدا تعالیٰ نے چھین کر انگریزوں کو دے دیا ہے باقی تمام امور میں جماعت احمدیہ نے فی الواقع ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنادی ہے اور ہم میں سے ہر شخص جہاں بھی پھر رہا ہے اُسے دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ یہ بیسویں صدی میں انگریزوں کے پیچھے پھرنے اور مغربیت کی تقلید کرنے والا ایک شخص ہے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ آج سے تیرہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

(لیکچر انقلاب حقیقی صفحہ 116 تا 117، 1937)

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس تحریک جدید کے ذریعہ مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا اور شائع ہو رہا ہے اور ایک مضبوط اور مستحکم نظام کے ساتھ اکناف عالم میں نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کی عظیم الشان مہم جاری ہے۔

خلافت ثالثہ میں بھی اس تحریک میں اضافہ ہوا اور بہت سے نئے مشن کھولے گئے اور خلافت رابعہ کے دور میں اس تحریک میں حضور اقدس کے لندن ہجرت کی وجہ سے مزید وسعت پیدا ہوگئی اور احباب جماعت کا امام جماعت احمدیہ سے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست ایک خاص روحانی تعلق قائم ہوا اور پھر حضور کے جو دورے ہوئے اس سے بھی ایک نمایاں تبدیلی آئی اور جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا اور بجٹ میں بھی اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ جماعت کے افراد کی تعداد کروڑوں میں پہنچ گئی الحمدللہ۔ اب جبکہ ہم خلافت خامسہ کے دور سے گذر رہے ہیں اور ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر آتے ہی جماعت کو خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی چنانچہ حضور انور اپنے خطبات میں خاص طور سے جماعت کے افراد کو قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں نہایت احسن پیرایہ میں تبلیغی وتربیتی نیز مالی قربانیوں کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں اس ضمن میں پیارے حضور انور نے کئی ممالک کا بنفس نفیس دورہ کیا اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جو لوگ لندن جا نہیں سکتے تھے یا جنہوں نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کیا تھا انہوں نے بچشم خود حضور کا دیدار کیا اور مصافحہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا جس سے یقیناً جماعتوں میں بیداری کی ایک نئی کرن جاگی ہے اور احباب جماعت حضور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے تبلیغی وتربیتی ومالی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دُعائیں

حضور فرماتے ہیں۔

1۔ اگر تمہیں تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے۔

2۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشت ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو۔

3۔ اگر تم نے اس میں حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے آمین۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہر احمدی حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کا وارث بنے اور اس عظیم الشان تحریک میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرنیکی توفیق وسعادت پائے تا کہ ہم اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور خلافت میں غلبہ اسلام کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ ☆☆

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222, 2248-1652
2243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

MUSTAFA BOOK COMPANY
Agent of Govt. Publication and Educational Suppliers
Fort Road, Kannur-1, Ph: 2769809
C.B.S.E, N.C.E.R.T, College, +2, Text & Guides, Stationeries
School Guides, Computer Stationery, Note Books, Forms & Registers

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
الیس اللہ بکاف عبدہ
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp. Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

انفاق فی سبیل اللہ زندگی کے ہر شعبہ پر پھیلا ہوا ہے

جسم و جان کی ہر صلاحیت خدا کی راہ میں خرچ کرنا صدقہ ہے

عبدالسمیع خان ربوہ

انفاق فی سبیل اللہ کی اصطلاح سنتے ہی ذہن خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مگر محض مال کا انفاق اس جامع اصطلاح کا پورا ترجمہ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ صرف مالداروں یا صاحب ثروت افراد پر نہیں ہر مومن اور متقی پر فرض ہے اور کوئی بھی اس دائرہ سے باہر نہیں۔ اس لئے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ اپنی ہر قوت اور صلاحیت کو خدا کی راہ میں استعمال کیا جائے اور خدا کے دین اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہر انسان کے بدن میں 360 جوڑ ہوتے ہیں اور انسان کا فرض ہے کہ ہر جوڑ کا صدقہ ادا کرے۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی اماطة الاذیٰ حدیث نمبر 4563)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴ کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

ممارزقناھم ینفقون کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان کو عقل، فکر، فہم، فراست رزق اور مال وغیرہ عطا کیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں اس کے لئے صرف کرتے ہیں۔ یعنی فعل کے ساتھ بھی کوشش کرتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 487)

اس نقطہ نگاہ سے جب ہم احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک حیرت انگیز مضمون ابھرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے انسان کی مختلف صلاحیتوں کے استعمال کو صدقہ قرار دیا ہے اور مثال کے طور پر بظاہر چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا ذکر کر کے ان کو خدا کی خوشنودی کا موجب قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ سے عرض کی کہ دولت مند لوگ سارا ثواب لے گئے وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں اور پھر اپنے زائد اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ کچھ نہیں دیا جو تم بطور صدقہ خرچ کرو۔ یاد رکھو ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف حدیث نمبر 1674)

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ سو جس نے اللہ کی بڑائی کی اور اللہ کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور کوئی پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹادی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا تو اس نے تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کی یعنی ان کا حق ادا کیا اور دوزخ سے دور ہو گیا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع، حدیث نمبر 1676)

حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جب صبح ہوتی ہے تو تم میں سے ہر شخص کے ہر پور پر صدقہ واجب ہوتا ہے پس ہر نماز صدقہ ہے روزے صدقہ ہیں۔ حج صدقہ ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے اور تحمید صدقہ ہے۔ اس طرح رسول اللہؐ نے کئی اعمال صالحہ کا ذکر کیا۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الضحی۔ حدیث نمبر 1094)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کے بس میں جو کچھ ہے اور حسب حالات حسب توفیق وہ جو بھی نیکی کر سکے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے جو بھی ادا کر سکے وہ اس کی طرف سے انفاق اور صدقہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو دو آدمیوں میں انصاف کر دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ کسی کی اتنی بھی مدد کر دینا کہ اسے سواری پر چڑھا دیا یا اس کا مال لاد دیا، یہ بھی ایک صدقہ ہے اور فرمایا کہ عمدہ بات کہنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جاتے ہوئے نماز کیلئے اٹھاتا ہے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بیان اسم الصدقة یقع علی کل نوع۔ حدیث نمبر 1677)

ایک روایت میں دوسروں کو اپنے شر سے بچائے رکھنے کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے۔ عرض کی گئی کہ اگر وہ صدقہ نہ دے سکے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے اور اپنی جان کو نفع دے اور صدقہ دے۔ پھر عرض کی گئی اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپؐ نے فرمایا حاجت مند کی جو حسرت و افسوس کر رہا ہے مدد کرے۔ پھر عرض کی گئی اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ نے فرمایا امر بالمعروف کرے اور نیک بات سکھاوے۔ پھر عرض کی گئی اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو فرمایا شر سے باز رہے یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بیان ان اسم الصدقة یقع حدیث نمبر 1676)

ایک حدیث میں فرمایا دَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ کسی کو راستہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل من حمل متاع صاحبه فی السفر حدیث نمبر 2677)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد علم سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المقدمہ باب ثواب معلم الناس۔ حدیث نمبر 239)

ایک حدیث میں فرمایا کہ تمہارا خدا کے بندوں کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر 8004)

حضرت ابو ذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا، اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو بہت پسند ہو، میں نے عرض کیا اگر میں یہ نہ کر سکوں، آپ نے فرمایا تو کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر یا بے ہنر کی (جو روٹی نہ کما سکے) میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں آپ نے فرمایا لوگوں سے برائی مت کر یہ ایک صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب العتق باب ای الرقاب افضل۔ حدیث نمبر 2234)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کاریگر یا ہنر مند کی مدد کرنا یا کسی کو ہنر سکھانا بھی انفاق میں شامل ہے۔

رسول اللہؐ نے اس کا نمونہ بھی قائم فرمایا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلام کے پاس سے گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں کھال اتارنے کا طریقہ بتاتا ہوں۔ آپ نے اپنا بازو جلد اور گوشت کے درمیان داخل کیا اور اس کو دبایا۔ یہاں تک کہ بازو کندھے تک کھال کے اندر چلا گیا۔ پھر فرمایا اے بچے کھال اس طرح اتارا کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الذبائح باب السلخ حدیث نمبر 3170)

فرمایا:۔

تیرا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں کچھ انڈیل دینا بھی صدقہ میں شامل ہے۔

(جامع ترمذی کتاب البر والصلہ باب فی صنائع المعروف حدیث نمبر 1879)

آنحضرت ﷺ نے مہمان کے اکرام کے متعلق فرمایا:۔

ایک دن رات کی مہمان نوازی لازم ہے۔ تین دن تک ضیافت ہے۔ اگر مہمان اس کے بعد بھی ٹھہرتا ہے تو وہ میزبان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف حدیث نمبر 5670)

ایک حدیث میں ہے کہ

جس نے اپنے مقروض تنگ دست کو مہلت دی تو اس مہلت کا ہر دن صدقہ شمار ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب انظار المعسر حدیث نمبر 2409)

حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جماعت احمدیہ کیلئے مالی قربانی کے بے شمار رستے کھولے وہاں انفاق کی دوسری راہیں بھی بہت کشادہ کر دیں۔ آپ نے شرائط بیعت میں شرط نہم کے تحت فرمایا:۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ا ص ۱۶۰)

حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول بھی نہایت نافع الناس وجود تھے آپ نے اپنا تمام مال حضرت مسیح موعود کے حضور پیش کر دیا تھا اور طبابت کے ذریعہ زندگی کے آخری دم تک مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول رہے۔

آپ نے ایک بار حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ آپ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ عیسائیوں کے مقابل ایک کتاب لکھیں چنانچہ آپ نے ''فصل الخطاب'' تصنیف فرمائی جو 1887-88 میں شائع ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد ۳ ص ۱۵۵)

آپ کی طرف سے ایک دفعہ پھر دریافت کرنے پر حضرت مسیح موعود نے آریوں کے رد میں کتاب لکھنے کی تحریک فرمائی۔ جس پر آپ نے ''تصدیق براہین احمدیہ'' جیسی لاجواب کتاب تصنیف فرمائی اور فرمایا ان ہر دو مجاہدوں سے مجھے بڑے بڑے فائدے ہوئے۔ (الحکم 24 رجون 1901 ص ۱۱)

باقی صفحہ 19 پر دیکھیں

مذہب اور سائنس

از سید مشاہد احمد ریونشا کالج کٹک (اُڑیسہ)

انسانیت Anthro pology کا مطالعہ بتاتا ہے کہ مذہب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ انسان کی تاریخ پرانی ہے۔ جب سے انسان زمین پر موجود ہے اُسی وقت سے مذہب بھی یہاں موجود رہا ہے۔ ابھی تک کوئی ایسا انسانی معاشرہ دریافت نہیں ہوا ہے۔ جس کے اندر مذہب نہ پایا جاتا ہوحتیٰ کہ موجودہ زمانہ جس کو کچھ پرجوش لوگ لامذہبیت کے زمانہ سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ بھی یقینی طور پر مذہب سے عاری نہیں ہے۔

موجودہ زمانہ میں روایتی مذہبی طبقہ کے علاوہ اہل علم کا وہ نیا طبقہ پیدا ہوا جس کو عام طور پر ماڈرن طبقہ کہا جاتا ہے۔ وہ وسیع ترتقسیم میں دو گروہوں میں بانٹا جاسکتا ہے ایک وہ جو اپنے دعویٰ کے مطابق خدا اور مذہب کا منکر ہے اس قسم کے افراد کو عرف عام میں ملحد دہریہ Athest کہا جاتا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو اگرچہ مذہب کے روایتی فارم سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں کرتا۔ تاہم وہ خود اپنی تشریح کے مطابق اپنے آپ کو خدا اور مذہب کا ماننے والا بتاتا ہے۔

پہلے گروہ کی ایک ممتاز شخصیت کے اعتبار سے انگریزی فلاسفر برٹرینڈ رسل 1872-970 کا نام لیا جاسکتا ہے۔ اور دوسرے گروہ کی مثال مشہور جرمن سائنسدان البرٹ آئنسٹین 1879-1955 ہے۔

برٹرینڈ رسل ایک غیر معمولی ذہین آدمی تھا۔ وہ اپنی جوانی کی عمر سے لیکر بڑھاپے تک مسلسل مطالعہ کرتا رہا۔ اس کی سوانح عمری پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ابتدائی عمر میں اُس کو سب سے زیادہ جس چیز سے دلچسپی ہوئی وہ یقینیت تھی وہ اپنے مزاج کے اعتبار سے علم کا طالب تھا۔ مگر وہ اس علم کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس کے واقعہ ہونے پر وہ یقین کر سکے اپنے اُس مزاج کی بنا پر اس کو سب سے پہلے میتھ میٹکس سے دلچسپی پیدا ہوئی اُس نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں میرا احساس یہ تھا کہ میں نے اپنے لئے مذہب کا ایک قابل اعتماد بدل پالیا ہے اُس کو نظر آیا کہ Mathematic میں Logical Certainty موجود ہے گویا اُس کو وہ چیز حاصل ہوگئی جس کو اُس کا ذہن عرصہ سے تلاش کر رہا تھا اُس کے مقابلہ میں مذہب میں اُس کو توہمات کا مجموعہ نظر آنے لگا۔ چنانچہ اُس نے مروجہ مذہب کو رد کر کے Mathematics کو اپنے دین کے طور پر اختیار کرلیا۔ مگر تفصیلی مطالعہ نے اُسے اس عقیدہ پر زیادہ عرصہ ٹکنے نہیں دیا۔ اور اُس نے محسوس بھی کیا کہ میرا یہ یقین حقائق کے سرسری مطالعہ پر مبنی ہے۔

برٹرینڈ رسل کے بعد کے مطالعہ کے نتائج کو اُس کی کتاب Human Knowledge میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جس میں اُس نے قطعی دلائل سے واضح کیا ہے کہ موجودہ دنیا میں انسانی مطالعہ کبھی بھی کسی کو یقینی علم تک نہیں پہنچا سکتا۔ ایک طرف انسانی محدودیتیں۔ دوسری طرف کائنات کی پراسرار نوعیت فیصلہ کن طور پر یقینی علم کی راہ میں حائل ہیں۔

برٹرینڈ رسل کو اُن کے تمام عمر کے مطالعہ نے جہاں پہنچایا وہ ایک ایسا مقام تھا جہاں وہ حقیقی مذہب کے عین قریب پہنچ چکا تھا اگر اسلامی اصطلاح استعمال کریں تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ لا الہ کی منزل تک پہنچ چکا تھا۔ مگر اُس کے بعد وہ الا اللہ کی منزل طے نہ کر سکے۔ یہاں تک کے اس کی موت ہوگئی۔

دوسرے گروہ کی ایک علامتی شخصیت آئنسٹائن ہے۔ آئنسٹائن نے اپنی پوری زندگی سائنس کے مطالعہ میں گزاری۔ مگر اسی کے ساتھ وہ اپنے اندر روحانی جذبات بھی پاتا تھا۔ چنانچہ اُس نے مذہب کا بھی مطالعہ کیا۔ مذہب کے بارے میں بھی اس کا عقیدہ اتنا ہی گہرا تھا جتنا کہ سائنس کے بارے میں اس کا عقیدہ گہرا تھا۔ تاہم اُس کے مطابق دونوں دو بالکل الگ الگ موضوعات تھے۔ اُس کے الفاظ میں سائنس کا موضوع یہ جاننا ہے کہ کیا ہے؟ (What is) اس کے مقابلہ میں مذہب کا موضوع یہ جاننا ہے کہ کیا ہونا چاہئے What should be گویا مذہب کا تعلق داخلی یقین سے ہے اور سائنس کا تعلق خارجی معلومات سے۔

تاہم یہ تقسیم کافی نہیں اس تقسیم کے باوجود وہ اصل سوال بدستور باقی رہتا ہے جس کی بنا پر سائنس اور مذہب کا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ خالص علمی اعتبار سے مذکورہ تقسیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اصل سوال مذہب اور سائنس دونوں کو ملانے کا ہے۔

برٹرینڈ رسل اور اُس جیسے لوگوں کی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے علم کی نوعیت کو نہیں سمجھا۔ اس لئے وہ صحیح ٹھکانہ تک نہیں پہنچ سکے۔ اسی طرح آئنسٹائن اور اس جیسے لوگوں کی یہ غلطی ہے کہ اُنہوں نے مذہب کی نوعیت کو نہیں سمجھا اور اپنی عدم واقفیت کی بنا پر مذہب کا ایک خود ساختہ تصور قائم کرلیا۔ جو حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

مذہب کیا ہے؟ مذہب اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایک ایسی آئیڈیالوجی کا نام ہے جو انسان اور کائنات کی اطمینان بخش توجیہہ کر سکے۔ مذہب آدمی کیلئے یقین کا سرچشمہ ہے۔ جو مذہب کلی صداقت نہ ہو وہ انسان کو یقین کا سرمایہ نہیں دے سکتا۔ اور جو مذہب انسان کو یقین نہ دے وہ مذہب بلا شبہ مذہب بھی نہیں۔

اصل یہ ہے کہ جدید اہل علم مذہب کے مطالعہ میں چند غلطیاں کرتے ہیں اس بنا پر وہ مذہب کو سمجھنے میں بھی ناکام ثابت ہوئے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ہر موجود مذہب کو مستند مذہب سمجھ لینا اور اس بنیاد پر مذہب کا مطالعہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے توہماتی عقائد جیوتش اور فلکیات سب کو یکجا کر کے اور پھر ان کے مجموعی مطالعہ سے ایک علم الافلاک بنانے کی کوشش کی جائے اس معاملہ میں Scientific مطالعہ کا طریقہ یہ ہے کہ غیر ثابت شدہ خیالات اور اوہام کو الگ کر دیا جائے اور صرف ثابت شدہ معلومات کی بنیاد پر علم افلاک وضع کیا جائے۔

ٹھیک یہی طریقہ ہمیں مذہب کے مطالعہ میں بھی اختیار کرنا چاہئے بطور واقعہ یہ درست ہے کہ آج کی دُنیا میں مذہب کے نام سے بہت سے اعتقادی نظام پائے جاتے ہیں لیکن جب ان کا گہرا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خالص علمی اعتبار سے تمام مذاہب کی حیثیت یکساں درجہ دے کر ان کا خلاصہ نکالنا ایک غیر علمی فعل ہے۔ اس معاملہ میں واحد درست موقف یہ ہے کہ ضروری علمی جانچ پر پورا اُترنے والے مذہب کو لے لیا جائے اور جو مذہب اس قسم کی علمی جانچ پر پورے نہ اُتریں، انہیں Disqualify کر کے تاریخ کے کتب خانہ میں محفوظ کر دیا جائے۔

اسلام کو مذہب کا مستند ایڈیشن ماننے کے بعد وہ تمام غلط فہمیاں اپنے آپ ختم ہو جاتی ہیں۔ جو مختلف مذاہب کو یکساں درجہ دینے کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کائنات کے بارے میں توہماتی عقائد کو الگ کر کے خالص سائنسی حقیقتوں کی بنیاد پر کائنات کا مطالعہ کرنا۔

اسلام کو مذہب کا واحد نمائندہ ماننے کی صورت میں ہم کو ایک ایسا مستند ماخذ مل جاتا ہے جس کے ذریعہ مذہبی عقائد کا ایک غیر اختلافی نظام بنایا جاسکے۔ مثلاً مذاہب میں خدا کے بارے میں مختلف اور متضاد نظریات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پیغمبری اور رسالت کے بارے میں سخت اختلافی نظریات موجود ہیں۔ موت کے بعد زندگی کی نوعیت کیا ہوگی اس کے بارے میں بھی متضاد نظریات پائے جاتے ہیں۔ یہی معاملہ دوسرے تمام مذہبی عقائد و افکار کا ہے۔ مگر اسلام کو مذہب کے مستند ماخذ کی صورت میں لینے کے بعد ہمیں ایسے غیر اختلافی نظریات و عقائد مل جاتے ہیں۔ جن پر ہم یقین کرسکیں۔ یقین وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کیلئے انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔ اور تمام مذاہب کو یکساں ماننے کی صورت میں اسی اصل مطلوب چیز سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ مذہب اور دنیوی معاملات کے درمیان تعلق کی نوعیت کیا ہو۔ یہ ایک بیحد اہم سوال ہے جس کا جواب مختلف مذاہب میں مختلف انداز میں دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر عیسائیت میں دنیوی معاملات کو مذہب کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے اس کے نتیجہ میں وہ لوگوں کو ناقابل تحمل نظر آنے لگا۔ یہاں تک کہ چرچ اور ریاست میں وہ جنگ شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے۔ اس معاملہ میں اسلام نے نہایت اہم ہدایت دی ہے اُن میں سے کچھ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

(الف) جیسا کہ حدیث میں آیا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم (صحیح مسلم) یعنی تم لوگ اپنی دُنیا کے معاملہ میں زیادہ جانتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خالص دُنیوی نوعیت کے معاملات مثلاً زراعت۔ باغبانی، شہری منصوبہ بندی، اقتصادی تنظیم جیسی چیزوں کو علمی ریسرچ کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔ یعنی علمی ریسرچ میں جو چیز انسانیت کیلئے مفید ثابت ہوگی وہی مذہب کے نزدیک بھی درست مانی جائے گی۔

(ب) اسی طرح مذہب اور سیاسی حکمرانی کے معاملہ میں قرآن میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیاسی اقتدار اللہ کا ہے وہی جس کو چاہتا ہے سیاسی اقتدار دیتا ہے (آل عمران) مزید یہ ہے کہ سیاسی اقتدار امتحان کا ایک پرچہ ہے جس طرح مال اور اولاد وغیرہ امتحان کے پرچے ہیں (سورہ یونس) اس کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی حکمرانی کے حصول کیلئے لڑائی کرنا اسلام کی تعلیم نہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے فطری تاریخی حالات جس کے حق میں سیاسی اقتدار کا فیصلہ کریں دوسرے لوگ اُس کو قبول کر کے اُس کو اپنے امتحان کا موقع دیں نہ کہ لڑائی کر کے اُس سے سیاسی امتحان کے خداداد پرچے کو چھیننے کی کوشش کریں۔

Camestry کی سائنس اگر مفروضات پر بنے ہوئے قدیم فن کیمیا کو اپنے ساتھ شامل رکھتی تو کیمسٹری کی سائنس کبھی ترقی نہیں کرتی۔ اسی طرح Astronomy اگر اوہام پر قائم قدیم علم نجوم پر بھروسہ کرتی تو جدید Astronomy کا ارتقا ممکن نہ ہوتا۔ یہی معاملہ تمام علوم کا ہے۔ موجودہ زمانہ میں مختلف علوم کی ترقی صرف اس وقت ممکن ہوئی ہے جبکہ ہر علم سے غیر سائنسی مفروضات کو الگ کر دیا گیا۔ اور خالص سائنسی حقائق کی بنیاد پر تمام علوم کو مدون کیا گیا۔ یہی اصول ہمیں مذہب کے بارے میں اختیار کرنا ہے۔

مذہب میں سائنسی مطالعہ کے ذریعہ ہمیں یہ دریافت کرنا ہے کہ کونسا مذہب غیر متغیر حالت میں آج بھی موجود ہے۔ اور کونسے وہ مذاہب ہیں جو تغیرات کے بنا پر اپنا علمی استناد Authenticity کھو چکے ہیں۔ اس اعتبار سے جب خالص علمی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیثیت اب صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اسلام کا متن اس کی تاریخ اُس کی تعلیمات حتیٰ کہ اُس کے متن کی اصل زبان بھی آج تک پوری طرح اپنی ابتدائی حالت میں موجود ہے۔ اسلام ہمیں قابل یقین مذہبی نظام بھی دیتا ہے اور اسی کے ساتھ دوسری وہ تمام چیزیں بھی جن کی ہمیں اپنی مذہبی زندگی کی تشکیل کیلئے ضرورت ہے۔ ☆☆☆

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مولوی سراج الحق صاحب درویش وفات پاگئے

افسوس! میرے والد مکرم مولوی سراج الحق صاحب درویش ولد محترم منشی حضرت عبد الحق صاحب صحابیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۷رمئی ۲۰۰۶ء کو بعمر 78 سال بقضائے الٰہی رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 10 جون 1929 کو پیدا ہوئے تھے۔

اگست 1947ء کا پرآشوب اور تقسیم ملک کا وقت تھا۔ لاکھوں مسلمان اپنی جانوں کو بچانے کی خاطر خالی ہاتھ پاکستان کی طرف رواں دواں تھے۔ ایسے خطرناک حالات میں حضرت مصلح موعودؓ نے مقامات مقدسہ کی آبادی کیلئے نوجوانوں کو ارشاد فرمایا انہی میں ایک خوبرو نوجوان مکرم سراج الحق صاحب جن کی عمر بمشکل 17-16 سال ہوگی اس حکم کی تعمیل میں رہ پڑے۔ آپ ان 313 درویشان کرام میں سے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ پرخطر حالات میں قادیان میں مقامات مقدسہ میں گذارا۔

اپنی تعلیم قادیان میں مکمل کر کے بطور مبلغ اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ آپ کا پہلا تقرر مظفر پور بہار میں عمل میں آیا۔ مابعد شموگہ (کرناٹک) تیما پور ضلع گلبرگہ (کرناٹک) یادگیر اور حیدر آباد میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے سلسلہ میں متعین رہے۔ جب آپ مبلغ تیما پور تھے یہ تاریخی فیصلہ ہوا کہ ایک ہی مسجد میں پہلے غیر احمدی اذان دیکر نمازیں پڑھیں اور اس کے بعد احمدی حضرات اسی مسجد میں اپنی نمازیں ادا کریں۔ یہ سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔ جب ایک احمدی دوست مکرم مبشر احمد صاحب شہید کر دیئے گئے تو تیما پور میں احمدیوں کی علیحدہ مسجد تعمیر ہوئی۔

آپ تربیتی و تبلیغی اُمور انجام دینے کے بعد بطور انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند کی جماعتوں میں دورہ کرتے رہے۔ اور ریٹائر ہونے سے قبل لمبے عرصہ تک مختار عام جائیداد صدر انجمن احمدیہ (حیدر آباد) کے بطور خدمات بجالائیں۔

حیدر آباد کی جائیدادیں بیت الارشاد اور انور منزل کے مقدمات میں کامیابی کیلئے آپ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ غیر احمدی وکیل جناب علی عادل صاحب ایڈوکیٹ جنہوں نے متذکرہ بالا عمارات کے مقدمہ میں جماعت کی طرف سے پیروی کی تھی۔ آپ کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا کہ ایسا ایماندار، دیانتدار، محنتی شخص جس نے دن رات پیروی کر کے یہ عمارات مخالفوں سے واپس حاصل کرنے میں میرا بھرپور تعاون کیا۔ کم دیکھتے ہیں آپ کی خدمات جلیلہ میں احمدیہ جوبلی ہال کی دوبارہ تعمیر اور مدراس کے مشن ہاؤس کی تعمیر شامل ہیں علاوہ اس کے الحق بلڈنگ ممبئی کے مقدمہ میں کئی سال تک آپ نے پیروی کی۔

والد صاحب مرحوم ناظم انصار اللہ صوبہ آندھرا پردیش کے عہدہ پر بھی متمکن رہے اور اپنی محنت لگن اور کاوشوں سے جماعتوں میں ایک نئی رُوح پھونکی۔

آپ کی شادی 1955 میں حیدر آباد کے ایک معزز اور مخلص خاندان میں محترم میر احمد علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی (محترم سیٹھ محمد غوث صاحب مرحوم کی نواسی) محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تین لڑکیوں اور ایک لڑکے سے نوازا الحمد للہ۔ آپ مکرم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم اور الشرکۃ الاسلامیہ کے چیرمین کے چھوٹے بھائی تھے۔

اپنی وفات سے چند سال قبل عزیز و اقارب سے ملنے تنہا ہی پاکستان تشریف لے گئے تھے اور ربوہ، لاہور کراچی میں ملاقات کر کے لوٹے 2000 میں ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ خاکسار محترمہ والدہ صاحبہ اور دیگر افراد خاندان نے دن رات خدمت کی۔ دوسرا حملہ جو حلق پر ہوا اس سے آپ بہت کمزور ہو گئے اور 17 مئی 2006ء کو رحلت کر گئے۔

آپ موصی تھے خواہش کے مطابق جسد خاکی کو اسی دن بذریعہ طیارہ دہلی اور پھر قادیان لے جایا گیا۔ دوسرے دن حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ درویشان بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تہجد گذار، مخلص تلاوت باقاعدہ کرنے والے، بہت ملنسار اور اپنوں وغیروں میں یکساں مقبول تھے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کثیر تعداد میں غیر احمدیوں نے بھی امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی اور آپ کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے رہے۔ آپنے چار خلفائے کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بالخصوص اپنی زندگی کی آخری بیماری میں باوجود شدید علالت وکمزوری کے اپنی اہلیہ۔ بہو۔ بیٹے اور دو پوتا پوتی کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دہلی میں ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

(قمر الحق ابن مولوی سراج الحق صاحب درویش)

مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب درویش

افسوس! مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب درویش قادیان ولد مکرم شیر محمد صاحب مورخہ ۱۷ مئی ۲۰۰۶ء کو احمدیہ ہسپتال قادیان میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ ۱۴ جنوری ۱۹۱۴ میں تخت ہزارہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ اصل نام احمد بخش تھا ۱۹۴۵ء میں وصیت کرتے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نام عطاء اللہ خان رکھ دیا۔ والد اور اجداد کا پیشہ کاشتکاری تھا لیکن والد صاحب کو علم طب میں بھی شغف تھا۔ آپ مڈل تک تعلیم حاصل کر کے مدرس لگ گئے اس وقت دوران ملازمت مکرم مولوی عبد المجید صاحب منیب حلالپوری کے ذریعہ پیغام احمدیت ملا اور موصوف نے کچھ ابتدائی تعلیم سے بھی روشناس کرایا ان کے نیک نمونہ اور حسن سلوک کی بدولت آپکو احمدیت کی محبت پیدا ہوئی۔ اور انکے ہمراہ جلسہ سالانہ قادیان میں ۱۹۳۸ء میں آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اسکے بعد مولوی صاحب موصوف کے مشورہ کے مطابق فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام صوبیدار میجر شیر ولی صاحب کے توسط سے ملا کہ فوج سے فارغ ہونے والوں کی مرکز کو ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ وہاں سے فارغ ہو کر دسمبر ۱۹۴۵ء میں قادیان پہنچ گئے۔ آپکا انٹرویو لیا گیا اور دیہاتی مبلغین کلاس ۲ میں داخل کیا گیا۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں شیخ میاں شمس الدین صاحب آف مڈھ رانجا ضلع سرگودھا کی بیٹی سعیدہ بیگم کے ساتھ شادی ہوئی اور اپنی اہلیہ کو لیکر آپ قادیان آگئے اسی دوران ملک تقسیم ہو گیا۔ بٹوارے میں اہلیہ کو پاکستان بھیج دیا۔ اور آپ حضور انورؓ کی تحریک پر قادیان میں رہ گئے اسطرح درویشی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سات سال بعد پاکستان جا کر پہلی بار اہلیہ سے مل سکے۔ تقسیم ملک کے کچھ عرصہ بعد حضور انورؓ کے ارشاد پر کلاس میں سے پانچ مبلغین کو باہر بھیجا گیا۔ جسمیں آپ بھی شامل تھے تقسیم ملک کے بعد مرکز سے باہر جانے والا مبلغین کا یہ پہلا گروپ تھا۔ آپ کو علاقہ ملکانہ میں ساندھن میں کام سونپا گیا تقریباً تین سال فریضہ تبلیغ کے بعد مرکز میں بلا لیا گیا اس وقت ہندی کلاس جاری تھی اس میں آپ کو داخل کر لیا گیا۔ تین سال تک ہندی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ٹیچر خدمت سپرد کی گئی اور اسکول میں ۱۹۸۹ تک یہ خدمت انجام دیتے رہے اس طرح آپ نے سینکڑوں طلباء کو علم کے نور سے منور کیا۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ کو مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں بطور ٹیوٹر بھی کام سپرد تھا اور یہ خدمت بھی ۱۹۵۴ سے ۱۹۶۸ تک بجالانے کی سعادت ملی۔ اسکے علاوہ وقتاً فوقتاً شروع درویشی سے آخر وقت تک مختلف رنگوں میں شعائر اللہ کی خدمت کی سعادت بھی ملی۔ صوم وصلوٰۃ تہجد اور تلاوت قرآن مجید کے پابند تھے۔ سادہ اور حقیقت پسندانہ طبیعت تھی۔ بڑے شوق سے بہشتی مقبرہ کی صفائی کرتے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور اپنے شاگردوں سے محبت تھی۔ آپکی اہلیہ اپریل ۲۰۰۱ء میں وفات پاگئیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپکے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے اور سب لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان

افسوس! میرے والد مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان ۲۷ مئی شب ساڑھے بارہ بجے کے قریب بقضائے الٰہی وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد صاحب ۱۔۱۰۔۲۵ء کو میاں اللہ رکھا صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آبائی گاؤں دھرم کوٹ رندھاوا ہے اور قوم صدیقی قریشی، آپ کے والد محترم کے والدین بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔ اور خاندان کے دوسرے تمام افراد غیر احمدی تھے اس لئے آپکے والد صاحب کو انکی پھوپھی محترمہ زینب بیگم اہلیہ حضرت منشی مہر دین صاحبؓ نے اپنے پاس بلا لیا اور دھرم کوٹ رندھاوا کے تمام غیر احمدی رشتہ داروں سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ حضرت منشی مہر دین صاحب بعد میں مرحوم والد صاحب کے نانا بنے آپؓ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور منارۃ المسیح کے چندہ دہندگان میں انکا نام ۱۰۸ نمبر پر درج ہے۔ میرے دادا جان بالکل انپڑھ تھے صرف سادہ قرآن مجید اور نماز جانتے تھے اور تمام عمر اسکے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ والد صاحب کی پیدائش کے تھوڑے عرصہ بعد آپکی والدہ مکرمہ ایمنہ بیگم صاحبہ کی وفات ہوگئی آپنے والدہ کو ہوش میں نہیں دیکھا۔ اسکے بعد دادا جان بسلسلہ ملازمت اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں دادا جان نے والد صاحب کی خالہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے نکاح ثانی کر لیا اور ۱۹۶۵ میں انکی وفات ہوئی۔ دادا جان کے غیر احمدی شاگردوں نے الگ سے انکی نماز جنازہ پڑھی۔

دادی جان مبارکہ بیگم نے بھی ساری عمر چھوٹے بچوں بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ والد صاحب کی شادی جولائی ۱۹۴۵ میں آپکے ماموں چوہدری عبید اللہ صاحب کی بیٹی مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ سے ہوئی اور ستمبر ۱۹۴۵ میں مستقل طور پر قادیان آگئے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں بطور نائب محرر صدر انجمن احمدیہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۶ میں آپنے وصیت کر لی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پیغام ۵۔۳۔۶۱ء کی تعمیل میں یکم مئی ۶۱ء سے وصیت کی شرح میں اضافہ کر کے 1/8 کی وصیت کر دی آپ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اول وقت میں چندہ ادا کر دیتے۔

کیم مئی ۱۹۴۷ میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر دیہاتی مبلغین کلاس ۳ میں داخلہ لے لیا اسی دوران تقسیم ملک ہوا اور قادیان ٹھہرنے کی تحریک ہوئی آپنے بھی اپنا نام پیش کر دیا اور ۳۱۳ درویشان میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ حالات کی خرابی کی وجہ سے اہلیہ کو پاکستان بھجوا دیا۔ ابتدائے پارٹیشن میں پڑھائی کے ساتھ مختلف ڈیوٹیاں بھی دیں شروع ۵۰ء میں آپکو میدان تبلیغ میں بھجوا دیا گیا۔ جنوری ۵۲ء سے تا ریٹائرمنٹ قادیان کے مختلف دفاتر میں نمایاں رنگ میں خدمت کا موقعہ ملا لمبا عرصہ انسپکٹر تحریک جدید، پھر عرصہ دس سال نائب ناظر اعلیٰ کے طور پر آپنے خدمت کی توفیق پائی آپ حسابات اور قواعد صدر انجمن کے ماہر تھے۔

۱ اکتوبر ۵۲ء سے آپکی اہلیہ بھی پاکستان سے قادیان آگئیں اور اہلی زندگی کا آغاز ہوا۔ اپنے بچوں کو بھی خدمت سلسلہ کے لئے وقف کیا اور خدمت سلسلہ کرنے والوں سے اپنی بچیوں کی شادیاں کیں۔ جبتک اعضاء نے کام کیا والد صاحب نماز تہجد اور پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کرتے اور صبح کی تلاوت ضرور کرتے۔ ایک بار شدید بیماری کے وقت آپ قومہ میں چلے گئے مکمل ہوش آئی بھی نہ تھی کہ آپنے تیمم کرکے نماز شروع کردی الغرض نماز کا بڑی پابندی سے خیال رکھتے۔ خلافت سے وفا اور فدائیت کا تعلق تھا۔ نظام جماعت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت، ادب واحترام کا تعلق تھا

جذبہ خدمت کی وجہ سے وقف بعد ریٹائرمنٹ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں درخواست پیش کردی حضور انورؒ نے منظور فرمالی اور بطور نائب محاسب خدمت کرنے کا موقعہ عطا فرماتے ہوئے فرمایا پہلے بھی یہ جذبہ سے کام کرتے رہے ہیں چنانچہ چند سال اسطرح کام کیا۔

گذشتہ چند سالوں سے مختلف عوارض سے بیمار تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی اور آپکو بتایا گیا تو شدید غم سے رو پڑے جب آپکو کھانا کھانے کے لئے کہا گیا تو انکار کرتے ہوئے بولے کہ حضور کی وفات ہوگئی ہے اور میں کھانا کھاؤں؟ بہر حال سمجھا کر کھانا کھلایا گیا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی شدید محبت تھی ایم ٹی اے اور تصویر میں دیکھنے سے حضور کا نام یاد ہوگیا تھا۔ جب حضور کے بارہ میں دریافت کیا جاتا تو صاف کہتے کہ یہ خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد ہیں اللہ تعالیٰ نے امسال حضور انور سے ملاقات کی سعادت بھی عطا کی جس پر آپ بہت خوش تھے۔ آپکو چار خلفاء کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

دوسروں کی ہمدردی سلسلہ احمدیہ سے وفا اخلاص اور شکر گزاری آپ کا نمایاں وصف تھا۔ ہمیشہ توکل، صبر و شکر کا نمونہ دکھایا اور اسکی تلقین کی۔ دفتر کے اصلی اوقات کے علاوہ بھی بہت سا وقت دفتری کاموں میں دیتے تھے اور اپنے مفوضہ کاموں کو زاید وقت لگا کر بھی مکمل کرتے۔ آپکی طبیعت میں مزاح بھی تھا ہر ایک سے محبت پیار سے پیش آتے۔ آپنے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں متعدد نواسے نواسیاں پوتا پوتیاں چھوڑے ہیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے ایک مکتوب کے جواب میں تعزیت کرتے ہوئے فرمایا ''آپ نے قادیان کے مخلص اور پرانے درویش خادم مکرم محمد شفیع عابد صاحب درویش کی المناک وفات کی اطلاع دی ہے پڑھکر افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور عفو و درگذر کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے آمین اللہ کرے مرحوم کی ساری اولاد نیکیوں اور تقویٰ میں آگے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر دے اور اپنے فضلوں سے نوازے اور انکی ساری اولاد اخلاص و وفا میں ترقی کرے اللھم آمین میری طرف سے تمام پسماندگان کو سلام اور ہمدردی اور تعزیت کا پیغام پہنچائیں۔ اللہ سب کا حافظ و ناصر اور خود نگہبان ہو۔ آمین''

۲۷ مئی کو شام ساڑھے چھے بجے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ درویشان میں تدفین کے بعد دعا بھی کرائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم والد صاحب کی مغفرت فرمائے بلندی درجات فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے۔ اور سب پسماندگان اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے

(قریشی محمد فضل اللہ قادیان)

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا دورہ کشمیر

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان ان دنوں وادی کشمیر کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر ہیں آپ قادیان سے مورخہ 9 نومبر کو تشریف لے گئے تھے آپ نے مورخہ 10 نومبر بروز جمعہ ناصر آباد کشمیر میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا اور پھر وادی کی مختلف جماعتوں کا تربیتی دورہ فرما رہے ہیں آپ کئی سال بعد وادی کشمیر کا دورہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس دورہ کے نیک نتائج ظاہر فرمائے اور اس کے نتیجہ میں وادی کی جماعتوں میں ایک نئی بیداری اور نمایاں تبدیلی پیدا ہو آمین۔ تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں دی جائے گی۔ قارئین کرام محترم حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت وسلامتی مخصوصی حفاظت اور تا دیر مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ (ادارہ)

مجاہدین تحریک جدید کے لئے روز ازل سے مقدر امتیازی انعامات

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی اولوالعزمی اور خداداد فہم و فراست کی آئینہ دار آپ کی انقلابی تحریک ''تحریک جدید'' کو جماعت کی تمام طوعی تحریکات میں کئی اعتبار سے ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے مثلاً:

☆ تحریک جدید کا دائرہ کار زمین کے کناروں تک ممتد ہے اور اس کے اجراء کا اہم ترین بنیادی مقصد ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی روحانی بادشاہت کا قیام ہے۔

☆ تحریک جدید عالمی سطح پر تربیت و اصلاح اور دعوت الی اللہ کے دو عظیم جہادوں کا مجموعہ ہے۔

☆ تحریک جدید ہی کی بدولت جماعت احمدیہ کو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے بالمقابل اکناف عالم میں پیغام حق پہنچانے کا امتیازی مقام حاصل ہوا ہے۔ (المصلح ۱۳ جنوری ۱۹۵۴ء)

☆ تحریک جدید کے جہاد کبیر میں شمولیت قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (۱۹ سالہ کتاب صفحہ-۲۱)

☆ تحریک جدید میں اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ اور بادشاہت کے قیام کی خوشخبری دی گئی ہے۔

(مطالبات صفحہ-۱۷۹)

☆ تحریک جدید میں پیش کی جانے والی ہر قربانی صدقہ جاریہ کے ثواب کی حامل ہے۔ (۱۹ سالہ کتاب صفحہ-۳۱)

☆ تحریک جدید بروز قیامت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رفاقت کی ضامن ہے۔

(حیات قدسی حصہ پنجم)

☆ تحریک جدید اپنے مجاہدین کو بدری صحابہ کے ثواب کا مستحق بناتی ہے۔ (مطالبات صفحہ-۱۴)

☆ تحریک جدید احمدیوں کی موعود سرزمین میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (پانچ ہزاری کتاب صفحہ-۵۱)

☆ تحریک جدید میں پیش کی جانے والی اموال و نفوس کی اعلیٰ قربانی سے آخرت کے سنورنے اور قادیان کی واپسی کی نوید ہے۔ (حیات قدسی حصہ پنجم)

☆ تحریک جدید نظام وصیت کے لئے بطور ارہاص (ہراول دستہ) ہونے کی وجہ سے اس بابرکت آسمانی نظام کو وسیع تر کرنے کا ذریعہ ہے۔ (نظام نو صفحہ-۱۳)

☆ تحریک جدید دنیا بھر میں نظام نو کے قیام کے لئے ایلیا نبی کا مقام رکھتی ہے۔ (نظام نو صفحہ-۱۳)

☆ تحریک جدید کے جہاد کبیر میں شمولیت کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ہر فرد جماعت کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ (الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء)

☆ تحریک جدید کی عظمت کے ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھائی ہے۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء)

☆ تحریک جدید کے لئے خدا تعالیٰ کے در کے فقیر بننے کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے۔ (مطالبات صفحہ-۱۸۱)

☆ تحریک جدید کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت کے تمام طوعی چندوں کی ماں کی حیثیت دی ہے اور چندہ عام کے بعد چندہ تحریک جدید کو سب سے اہم اور ضروری چندہ قرار دیا ہے۔

(خطبہ جمعہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۵ء)

یہ اور ان جیسے بہت سے دوسرے اہم امتیازات کی بناء پر ہی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مجاہدین تحریک جدید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے ان گراں بہا آسمانی انعامات کی بشارت عطا فرمائی ہے کہ:

''یاد رکھو تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اسے ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں حائل ہوں گی ان کو بھی دور کردے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا۔ پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب واحترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی اور انکی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نور انکے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا۔ اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔''

(۱۹ سالہ کتاب صفحہ-۱۴!)

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس خوش نصیب زمرہ میں شامل ہو کر مجاہدین تحریک جدید کے لئے روز ازل سے مقدر تمام گراں بہا آسمانی انعامات سے وافر حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خورشید احمد انور وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16170:: میں ٹی ایم محمد بشیر ولد کے ٹی ایم حسین قوم احمدی مسلمان عمر 50 سال تاریخ بیعت 1991 ساکن چنئی ڈاکخانہ ننگم باکم ضلع چنئی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ 5415 سکیئر فٹ شاپنگ کمپلیکس۔Old no 17 new no 35 ترپلیکین ہائی روڈ چنئی قیمت 1,50,00000۔ میری آمد سالانہ 5 لاکھ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ایم بشارت احمد العبد کے ٹی ایم محمد بشیر گواہ ایم نظام الدین

وصیت 16171:: میں امۃ السلام طاہرہ زوجہ مولوی محمد کلیم خان قوم احمدی مسلمان پیشہ عارضی ملازمت عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8.7.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ 15000 روپے زیورات طلائی گلے کی چین ایک عدد وزن 9.380 قیمت 5515۔ انگوٹھیاں ۴ عدد 12.30 وزن 12.300 قیمت 7232۔ کان کے جھمکے وزن 12.700 قیمت 7467 بالیاں ایک عدد وزن 3.870 قیمت 2275 ٹوپس ایک عدد وزن 4.500 قیمت 2646 چاندی کا ایک سیٹ قیمت 200 روپے۔ چاندی کے کڑے -/300۔ پازیب ایک عدد 200 روپے۔ چاندی کی انگوٹھی دو عدد 100 روپے۔ کل قیمت -/25935 روپے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد شفیع اللہ الامۃ امۃ السلام طاہرہ گواہ محمد کلیم خان

وصیت 16172:: میں سیدہ امۃ المتین زوجہ سید تنویر احمد ایڈوکیٹ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 29.9.04 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ حق مہر تین ہزار روپے۔ وصول شدہ۔ زیور طلائی ۴ کڑے ۲۲ کیرٹ قیمت 15480 ہار ایک عدد قیمت 9030 انگوٹھی -/645 جھمکے ۲ عدد قیمت 1930 ٹکا ایک عدد قیمت 1930 کل قیمت 29025 میرے نام سے 2957 یوٹی آئی ہیں جن کی قیمت 30,000 روپے ہے۔ میرے یوٹی آئی سے جو آمد ہوگی اس کا 1/10 حصہ ادا کروں گی، میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اکتوبر 05 سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید تنویر احمد الامۃ سیدہ امۃ المتین گواہ مظفر اقبال چیمہ

وصیت 16173:: میں رضیہ ثمرین بیگم زوجہ سید منصور احمد عامل قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.10.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ ہار طلائی 23 کیرٹ وزن 14.960 قیمت -/9650 چین والی 3.060 قیمت -/1974 چین کانٹے وزن 7.020 قیمت -/4423۔ انگوٹھی وزن 2.390 قیمت 1506 کوکا -/150 میزان -/17703 حق مہر بذمہ خاوند -/5100 روپے کل رقم -/22803 میرا گزارا آمد از خورد ونوش ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ قریشی محمد رحمت اللہ الامۃ رضیہ ثمرین گواہ ابراہیم احمد پربھاکر

وصیت 16174:: میں سید منصور احمد عامل ولد سید منظور احمد عامل درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.10.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 3559 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ قریشی محمد رحمت اللہ العبد منصور احمد گواہ ابراہیم احمد

وصیت 16175:: میں حافظ اسلم احمد ولد مقبول احمد مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 29.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ نہیں ہے، غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے دس مرلہ زمین بمقام ننگل، قیمت دو لاکھ روپے۔ والد صاحب کے گھر کا حصہ ملنے پر وصیت ادا کردی جائے گی۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 2728 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منصور احمد العبد حافظ اسلم احمد گواہ لقمان قادر بھٹی

وصیت 16176:: میں سی ایم وسیم ولد پی اے محمد قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 28.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ امناس احمد پی کے العبد پی ایم وسیم احمد گواہ قریشی انعام الحق

وصیت 16177:: میں امناس احمد پی کے ولد عبد الرحیم سی وی قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 28.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ پی ایم وسیم احمد العبد امناس احمد پی کے گواہ قریشی انعام الحق

وصیت 16178:: میں سید احیاء الدین احمد ولد سید نصیر الدین احمد قوم سید پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 6.10.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید نصیر الدین احمد العبد سید احیاء الدین احمد گواہ منیر احمد خادم

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ اول

وجہ سے اللہ کا قرب حاصل کروگے۔ یہ جانی اور مالی قربانی تمہاری فلاح کا ذریعہ بنے گی ہمیشہ کی زندگی تمہیں ان مالی قربانیوں سے حاصل ہوگی اور آج یہ ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو حاصل ہے پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں آخرین کی جماعت میں شامل کر کے پہلوں سے ملا دیا گیا ہے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی حالتوں پر نظر رکھتے ہوئے ان پہلوں کی قربانیوں کو اپنے سامنے رکھیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ تب ہی ہم اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار سکتے ہیں اور اپنی آنے والی نسل کی ہدایت کا باعث بن سکتے ہیں۔

فرمایا دنیا میں دوسرے مسلمان بھی اپنا مال خرچ کرتے ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہیں عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی بڑی بڑی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں لیکن یہ سب خدمات اور ہمدردی خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے اور یہ جذبہ خدا کے حکم کے تابع نہیں ہے بعض لوگ ناجائز ذریعہ سے دولت کماتے ہیں اور اپنی کمپنیوں کے بجٹ میں چیرٹی کے لئے بھی کچھ رقم مخصوص کر دیتے ہیں تاکہ انکم ٹیکس سے بچ جاویں لیکن ایک احمدی کی قربانی اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

اللہ فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ اللہ نے خیر کا لفظ استعمال کر کے توجہ دلائی ہے کہ محنت سے اور جائز ذرائع سے کمائے ہوئے مال سے قربانی کرو اللہ فرماتا ہے مجھے رقم کی ضرورت نہیں اس قربانی کے ذریعہ میں تمہیں آزماتا ہوں جب یہ سوچ ہوگی تو تم جو بھی خرچ کروگے اللہ کی رضا کی خاطر کروگے اور جو بھی خرچ کروگے تمہیں پورا پورا لوٹا دیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ اکثر احمدی نیک ذرائع سے کمائے ہوئے اموال سے چندہ دیتے ہیں اور اللہ ان کے اموال میں اوروں کی نسبت برکت عطا فرماتا ہے اور ان برکتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اگلے جہان کی برکتوں کی نوید بھی دیتا ہے کہ وہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے صحابہؓ کی قربانیوں کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پیش فرمودہ ۱۹ مطالبات تحریک جدید کا ذکر کر کے جماعتوں کو تحریک فرمائی کہ ان میں سے جن جن مطالبات پر موقعہ کی مناسبت سے عمل کر سکتے ہوں کریں، حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ایک مطالبہ سادہ زندگی گزارنے کا تھا جسکی آج بھی ضرورت ہے سادگی سے ہی مالی قربانی ہوسکتی ہے فضول خرچیوں کی راہ سے بچ کر انسان خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق پاتا ہے اسی طرح ایک مطالبہ دشمنوں کے گندے اعتراضات کا جواب دینے کا تھا اکثر ملکوں میں ''مجلس انصار سلطان القلم'' خدام الاحمدیہ کے ذریعہ کام کر رہی ہے فرمایا اس طرح ایک مطالبہ وقف عارضی کا تھا آج کل کے ماحول میں اس طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے اس مطالبہ کو آرگنائز کر کے ہم اپنوں کی بھی تربیت کر سکتے ہیں اور غیروں میں تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں حضور نے فرمایا مطالبات میں سے ایک وقف بعد از ریٹائر منٹ بھی تھا اس مطالبہ پر کام کرتے ہوئے آج بھی ریٹائر ہونے والے حضرات رضا کارانہ طور پر جماعتی خدمات کر سکتے ہیں فرمایا اس طرح وقف کرنے والے رضا کاران کو یہ سوچ کر نہیں آنا چاہئے کہ وہ جماعت پر کوئی احسان کر رہے ہیں اگر آنا ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ ہم سے یہ خدمت لے رہا ہے فرمایا تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ نوجوانوں میں بیکاری کی عادت کو ختم کرنا تھا جماعتی اور ذیلی تنظیموں کو اس بارہ میں معین پروگرام بنانا چاہئے کہ نوجوان اپنے ملکوں میں محنت کی عادت ڈالیں اور محنت کی کھائیں اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں ایک سچے احمدی کی روح پیدا فرمائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان فرمایا حضور نے فرمایا کہ اب تک کی رپورٹ کے مطابق چندہ تحریک جدید کی کل وصولی ۳۵ لاکھ ۵ ہزار پاؤنڈ ہوئی ہے ممالک میں سرفہرست اول پاکستان دوسرے نمبر پر امریکہ پھر برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، انڈونیشیا، بھارت، آسٹریلیا، بیلجیم، ماریشس، اور سوئٹزرلینڈ ہیں افریقی ممالک میں سرفہرست نائیجیریا ہے۔

تحریک جدید کی چندہ دہندگان کے لحاظ سے امسال تعداد ۴ لاکھ ۸۲ ہزار ۶۴۰ ہے جو گزشتہ سال کی نسبت ۴۰ ہزار زیادہ ہے۔ دفتر اول کے مرحومین کے تمام کھاتہ جات جاری ہو چکے ہیں۔

تحریک جدید اسلام کے احیاء کا نام ہے

تحریک جدید دراصل اسلام کے احیاء کا نام ہے۔ جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہوگئی تھی ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہے...... اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نئی کہنا پڑا کیونکہ لوگ اس سے ناواقف ہو چکے تھے۔ اور وہ جدید نہیں بلکہ قدیم ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریک جدید کے ذریعہ اُس کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج کل دنیا کے حالات ایسے رنگ میں بدل چکے ہیں کہ ہم اپنی طرز زندگی کی بالکل وہی شکل نہیں بنا سکتے جو رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرز زندگی کی شکل تھی مگر اُس کے قریب قریب جس حد تک زمانہ کے حالات ہم کو اجازت دیتے ہیں ہم لوگوں کو لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور یہی تحریک جدید کی غرض ہے''۔

تحریک جدید کے مطالبات ایک نظر میں

۱۔ سادہ زندگی۔ ۲۔ امانت فنڈ۔ ۳۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب۔ ۴۔ تبلیغ بیرون ہند۔ ۵۔ وقف رخصت۔ ۶۔ وقف زندگی۔ ۷۔ وقف رخصت موسمی۔ ۸۔ صاحب پوزیشن لیکچر دیں۔ ۹۔ ریزرو فنڈ۔ ۱۰۔ پنشنر احباب خدمت دین کیلئے اپنے کو وقف کریں۔ ۱۱۔ طلباء کو تعلیم کیلئے مرکز احمدیت میں بھیجیں۔ ۱۲۔ صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کو سلسلہ کیلئے پیش کریں۔ ۱۳۔ بیکار باہر دوسرے ممالک میں نکل جائیں۔ ۱۴۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔ ۱۵۔ بے کار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کرلیں۔ ۱۶۔ دعا۔ ۱۷۔ تمدن اسلامی کا قیام۔ ۱۸۔ قومی دیانت کا قیام۔ ۱۹۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت۔ ۲۰۔ راستوں کی صفائی۔ ۲۱۔ وقف اولاد۔ ۲۲۔ وقف جائیداد۔ ۲۳۔ حلف الفضول۔

ان سب مطالبات کا خلاصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بانی تحریک جدید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

''ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔ اول جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔ دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں تبلیغ کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔ چوتھے جماعت کو تبلیغی کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا''۔

''سادہ زندگی کے مطالبہ میں سب سے پہلے کھانے میں سادگی ہے جس کیلئے صرف ایک سالن کے استعمال کی حضور نے ہدایت فرمائی۔ پھر لباس کے متعلق فرمایا کہ اس کی غرض یہ ہو کہ عریانی نہ ہو اور زینت ہو محض دکھانے کیلئے کپڑے نہ بنوائے جائیں اس معاملہ میں خصوصیت سے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ محض پسند پر کپڑا نہ خریدیں بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں اس طرح گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں لباس کی سادگی کے بارہ میں فرمایا۔

'لباس کی سادگی نہایت ضروری چیز ہے میں نے دیکھا ہے کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بین فرق ہے...... درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے خواہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہو یا دو ہوں۔

پھر زیورات کے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ نئے زیورات نہ بنوائے جائیں البتہ شادی بیاہ کے موقع پر اس کی اجازت ہے البتہ پہلے کی نسبت کمی ضروری ہے اس ضمن میں آپ نے اپنی جماعت کو سنیما اور تماشہ میں جانے سے قطعی ممانعت فرمادی چنانچہ فرمایا

''سنیما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے سنیما والوں کی غرض تو روپیہ کمانا ہے نہ کہ اخلاق سکھانا اور وہ روپیہ کھانے کیلئے ایسے لغو اور بیہودہ فسانے اور گانے پیش کرتے ہیں جو اخلاق کو سخت خراب کرنے والے ہوتے ہیں...... سنیما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر میں ممانعت نہ بھی کروں تو مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہئے''

الغرض یہ سب مطالبات ایسے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں صرف احمدیہ جماعت کے افراد کیلئے ہی مفید نہیں بلکہ جس ملک کے باشندے بھی ان پر اپنے حالات کے مطابق عمل پیرا ہوں اُن کی اقتصادی بدحالی بہت حد تک دور ہو کر ان کی بہت سی مالی پریشانیوں کا حل نکل سکتا ہے۔

درخواست دُعا

مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان صاحب صدر جماعت احمدیہ البانیہ کا مورخہ 28 ستمبر کو دل کا بائی پاس کا آپریشن ہوا ہے اللہ کے فضل سے آپریشن کامیاب ہوا ہے اور موصوف روبصحت ہیں۔ لیکن آپریشن کے تقریباً ایک ہفتہ بعد اچانک گردوں کے فیل ہو جانے کی وجہ سے تاحال موصوف کو مسلسل Dialysis کے تکلیف دہ دور سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں موصوف کی معجزانہ طور پر کامل وعاجل شفایابی اور صحت وتندرستی والی فعال عمر دراز کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر یک صد روپے۔

(بشریٰ شکور خان اہلیہ ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان جرمنی)

تقریب آمین

خاکسار کی بڑی لڑکی عزیزہ عدیلہ محمود جسکی عمر ۶ سال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن مجید مکمل کر چکی ہے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے اور قرآن کے انوار کو اپنے اندر قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دینی ودنیاوی علوم سے نوازے۔

(سید بشیر الدین سودیکرٹری مال جماعت احمدیہ شموگہ کرناٹک)

درخواست دُعا

☆...... مکرم متیم خان صاحب کوپلہ اڑیسہ اپنے کاروبار میں غیر معمولی برکت والدین کی صحت وسلامتی درازی عمر نیک خواہشات کے پورا ہونے دینی ودنیاوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں اعانت بدر-/520۔

(غلام حیدر خان معلم وقف جدید کوپلہ اڑیسہ)

باقی اداریہ صفحہ 2

میں ایسی ہی سابقہ کتب کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے کہ" وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا حقیقی اندازہ لگایا ہی نہیں ہے چنانچہ بائبل میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیوے اور کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لئے خداوند نے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ پیدائش 3/22.23

اس کے آگے لکھا ہے کہ خدا نے فرشتوں کو مقرر کر دیا کہ وہ چمکتی تلواروں کے ساتھ درخت حیات کی نگرانی کریں۔ اسی طرح بائبل کہتی ہے کہ اللہ نے پہلے تو انسان کو پیدا کر لیا لیکن بعد میں اس کو پیدا کر کے بہت پچھتایا گویا خدا اپنے کئے پر پچھتاتا بھی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو نعوذ باللہ غیب کا علم ہی نہیں کیونکہ اگر اس کو غیب کا علم ہوتا تو وہ ایسے انسان کو پیدا ہی کیوں کرتا جسے پیدا کر کے اُس کو پچھتانا پڑتا۔ پس موجودہ بائبل کا بیان فرمودہ خدا نہ قادر ٹھہرا اور نہ ہی عالم الغیب چنانچہ لکھا ہے۔

"اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بدی کرتے ہیں تب خداوند انسان کے پیدا کرنے سے بہت پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ (پیدائش 6/5.6)

بائبل میں یہ بھی ذکر ہے کہ خدا کام کرنے کے بعد آرام بھی کرتا ہے گویا خدا کو تکان ہو جاتی ہے اور جب تھکان ہو جاتی ہے تو قوت بحال کرنے کیلئے پھر اونگھنا یا سونا بھی پڑتا ہوگا لکھا ہے۔

"خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور دریا اور سب کچھ جو ان میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا اس لئے خدا نے شنبہ کے دن کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا" (خروج 20/11)

اس لئے خدا نے تمام یہودیوں کو شنبہ کے دن آرام کا حکم دیا اور کام کرنے سے منع کیا اور یہاں تک لکھا ہے کہ جو سبت کے دن کام کرے اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ لکھا ہے" اور موسیٰ نے بنی اسرائیل کی ساری جماعت کو جمع کر کے کہا وہ باتیں جن پر عمل کرنے کا خداوند نے تم کو حکم دیا ہے سو یہ ہیں چھ دن تک کاروبار کیا جائے اور ساتواں دن تمہارے لئے روز مقدس خداوند کے آرام کا سبت ہوگا۔ جو کوئی اس میں کام کرے گا مارڈالا جائے گا"

(خروج 35/1-2)

چنانچہ گنتی 15/32-33 میں لکھا ہے کہ ایک شخص جو شنبہ کے دن لکڑیاں جمع کر رہا تھا اس کو سنگسار کر دیا گیا اور یہ سزا دراصل اس لئے دی گئی کہ ایسا شخص جو سبت کے دن کام کرتا ہے وہ خود کو خدا سے بھی پرزور ثابت کرنا چاہتا ہے خدا تو چھ دن کام کر کے تھک جاتا ہے اور ساتویں دن آرام کرتا ہے لیکن یہ شخص ساتویں دن بھی آرام نہیں کرتا۔

اسی طرح ایک مقام پر لکھا ہے کہ خدا بدی کا ارادہ کرتا ہے اور پھر بدی کا ارادہ کر کے پچھتاتا ہے لکھا ہے" تب خداوند بدی سے جو اس نے چاہا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا" (خروج 32/14)

اب قارئین کرام اللہ تعالیٰ کے متعلق قرآن مجید کا فرمان ملاحظہ کریں اور غور کریں کہ یہ کلام کس عظمت اور کس شان کا ہے۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ (البقرہ آیت 256) یعنی اللہ وہ ذات ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور قائم بالذات ہے۔ (اس پر تین دن کیلئے بھی موت طاری نہیں ہوتی اُسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اور نہ اس کو عیسائیوں کے خدا کی طرح آرام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسی کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے اس کی بادشاہت آسمان اور زمین پر پھیلی ہوئی ہے اور ان دونوں کی حفاظت اُسے تھکاتی نہیں کہ اس کو آرام کرنا پڑے اور وہ بلند شان والا اور بڑی عظمت والا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اب بنظرِ انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اس آیت میں وجودِ صانعِ عالم پر دلیل بیان فرمائی ہے ہم اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے تمام مقامات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کی رفعت اور علو مرتبت کے متعلق جو بیان ہوا ہے وہ تو موجیں مارتا ہوا ایک بحرِ ذخار ہے۔ صرف اس ایک آیت، آیت الکرسی میں جو اس کی عظمت شان بیان ہوئی ہے تمام بائبل میں اس کا عشرِ عشیر بھی ذکر نہیں ہے اور ہو بھی کیسے۔

اگر عیسائیوں کے خدا کو دیکھا جائے تو اس کو تو موت بھی آسکتی ہے چاہے وہ موت عارضی ہی ہو مگر ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس کو موت آئی تھی وہ مسیح کا جسم تھا جبکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ باپ بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ہیں اور ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے اب جبکہ بیٹے پر موت آئی تو ساتھ ہی باپ اور روح القدس کی موت کو بھی تسلیم کرنا پڑا اور اس صورت میں نہ وہ خود زندہ رہے اور نہ دوسروں کو زندگی دینے اور سہارا دینے کے قابل رہے اور پھر بائبل ہمیں اس عظیم ہستی کے متعلق یہ بھی بتاتی ہے کہ کام کرنے کے بعد اس کو آرام بھی کرنا پڑتا ہے اور آرام کرنے کی اور سونے کی ضرورت اس کو پیش آتی ہے جو تھک جاتا ہے اور تھکتا اور آرام کرتا وہ شخص ہے جس کے اعضاء میں کمزوری آجاتی ہے اور جسے کمزوری کے بعد دوبارہ طاقت حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اسلام نے جس عظیم الشان خالق کائنات کو پیش فرمایا ہے وہ نہ صرف خود زندہ بلکہ تمام زندگیاں اس کے دم سے قائم ہیں۔ تھکان اور آرام کا تو اس کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے لیکن یسوع مسیح ابن اللہ کی حالت انجیل میں یہ بیان کی گئی ہے کہ جب اس کو سخت بھوک لگی تو وہ ایک انجیر کے درخت کے پاس گیا لیکن جب اس میں انجیر نہ پائے تو اس درخت کو بددعا دی۔ (متی 21/18-19)

گویا عیسائیوں کا خدا نہ صرف یہ کہ عالم الغیب نہیں ہے بلکہ اس کو بھوک بھی لگتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں" اب آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ اور جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل ما تحلل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی غذا جو کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے جیسے روح کو اگر یکدفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشاشت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے اور کبھی جسم کے آثار ہنسنے رونے کے جسم پر پڑتے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اُڑتا ہے اور تین چار برس کے بعد اور جسم آوے اور ماسوا اس کے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کا مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلم ہے" (جنگ مقدس صفحہ 10)

انشاء اللہ آئندہ گفتگو میں ہم بائبل کے ان عقائد کے متعلق کسی قدر ذکر کریں گے جو وہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق رکھتی ہے اور ساتھ ہی قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام کی جو شان و عظمت بیان فرمائی ہے اس پر بھی روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ و باللہ التوفیق (منیر احمد خادم)

بقیہ انفاق فی سبیل اللہ صفحہ (11)

خلفائے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جماعت کو بار بار تلقین کی جاتی ہے کہ ہر فرد میں جو بھی صلاحیت ہے وہ اسے دین اور انسانیت کی خدمت میں صرف کرے۔ جس کے پاس جان ہے وہ زندگی وقف کرے۔ جس کے پاس اولاد ہے وہ اسے پیش کرے۔ جسے اولاد کی امید ہے وہ اسے واقف نو بنائے۔ جن کے پاس وقت ہے ان کیلئے وقف بعد ریٹائرمنٹ اور وقف عارضی کی سکیمیں جاری ہیں۔

سلسلہ کے تمام امراء، صدران، مرکزی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار اپنا وقت خاص طور پر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت ڈاکٹرز اور ٹیچرز طبی اور علمی خدمات بجالاتے ہیں۔

انجینئرز اور کمپیوٹر کے ماہرین بھی حسب حالات خدمت میں مشغول ہیں۔ جس کو کوئی غیر زبان آتی ہے وہ قرآن کریم اور دوسری کتب کے تراجم میں مشغول ہے۔ جسے تقریر کرنی آتی ہے اسے ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زبان کا جادو چلائے اور انسانیت کو بہرہ مند کرے۔

وقار عمل کے ذریعہ بھی خدمت انسانیت کا سلسلہ جاری ہے جرمنی کی خدام الاحمدیہ اپنے ہر نئے سال یکم نومبر اور نئے عیسوی سال کا آغاز تہجد کے بعد وقار عمل کے ذریعہ کرتی ہے۔ ہر قسم کے ہنرمند اور کاریگر دستی خدمات کے ذریعہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی فرماتے تھے کہ میں زیادہ مالی خدمت تو نہیں کر سکتا مگر مجھے چار پائیاں بنی آتی ہیں اس لئے میں حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی چار پائیاں بن دیتا ہوں اور میرے چندہ کا متبادل ہو جائے۔

(اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 9)

الغرض آج کی دنیا میں جماعت احمدیہ ہر ذریعہ سے انفاق فی سبیل اللہ کی اعلیٰ مثالیں اور روایات قائم کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں ہر پہلو سے خیر و برکت عطا فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی اس منفرد شان کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ ☆☆☆

Syed Bashir Ahmed
Propnetor
Aliaa Earth Movers

(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 55 | Thursday | 9/16 November 2006 | Issue No. 45-46

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

مجاہدین تحریک جدید سے

مومنانہ روحِ مسابقت کا مظاہرہ کرنے کی دردمندانہ اپیل

اللہ الحمد کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جاری فرمودہ آفاقی تحریک "تحریک جدید" شاہراہ غلبۂ اسلام پر گزشتہ ۷۱ سال سے جاری اپنے انقلاب آفریں سفر میں ان گنت ممتاز اور نمایاں سنگ میل نصب کرنے کے بعد یکم نومبر سے ۷۲ ویں سال میں قدم رکھ چکی ہے۔ ثم الحمدللہ۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ۳ نومبر ۲۰۰۶ء کے بصیرت افروز خطبۂ جمعہ میں قربانی وایثار کے قرآنی فلسفہ پر دلنشیں پیرائے میں روشنی ڈالتے ہوئے مخلصین جماعت کو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں اپنی مالی وسعت واستطاعت سے قطع نظر ہر حال میں سلسلہ کی روز افزوں تبلیغی، تربیتی اور رفاہی ضروریات کو مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور اس جذبۂ اخلاص کے ساتھ بارگاہِ رب العزت میں پیش کی جانے والی قربانی کو ہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے بے کراں فضلوں کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا:-

"اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے جان و مال اور وقت کی قربانی نہایت اہم ہے۔ آج بعض سختیوں اور امتحانوں سے گذر کر اس نقشہ کے آثار نظر آرہے ہیں جس کے لئے اللہ کا وعدہ الٰہی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ساتھ ہے کہ قربانی کا معیار حاصل کرنے سے ہی اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بات کا موقعہ دے رہا ہے کہ ہم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتْ کی روح کو سمجھتے ہوئے نیکی کے مواقع کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہی ہمارا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر صالحین میں شامل ہونا ہے تو پھر کوشش سے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب اللہ کے حضور حاضر ہوگے تو ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ کا قرب حاصل کروگے۔ یہ جانی اور مالی قربانی تمہاری فلاح کا ذریعہ بنے گی۔ ہمیشہ کی زندگی تمہیں ان قربانیوں سے حاصل ہوگی۔ اور آج یہ ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو حاصل ہے۔ پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں آخرین کی جماعت میں شامل کرکے پہلوں سے ملا دیا گیا ہے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی حالتوں پر نظر رکھتے ہوئے ان پہلوں کی قربانیوں کو اپنے سامنے رکھیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ تب ہی ہم اپنی دُنیا اور آخرت کو سنوار سکتے ہیں۔ اور اپنی آنے والی نسل کی ہدایت کا باعث بن سکتے ہیں۔"

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳ نومبر ۲۰۰۶ء)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ بصیرت افروز کلمات ہندوستان کے ہر مخلص احمدی کو اس جہت سے بطور خاص دعوت فکر وعمل دے رہے ہیں کہ:-

☆ ___ جب سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اجراء فرمایا تو اس پر سب سے پہلے لبیک کہنے کی سعادت ہندوستان ہی کی غریب جماعتوں کے حصہ میں آئی تھی۔

☆ ___ تحریک جدید کے دفتر اوّل میں پیش کی جانے والی وہ غریبانہ قربانیاں بھی ہماری ہی تھیں جنہوں نے بیرون ملک تبلیغ واشاعت دین کی راہیں ہموار کیں۔ جس کے بطور نتیجہ آج جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ دُنیا کے ۱۸۶ ممالک میں دن رات تبلیغ واشاعت دین کے مقدس روحانی جہاد میں مصروف ہے۔

☆ ___ تحریک جدید کے سال اوّل ۱۹۳۴-۳۵ء کے لئے ہم سے کیا گیا ۲۷۰۰۰/- روپے فراہم کرنے کا ابتدائی مطالبہ پورا کرنے کی بھی منجانب اللہ مخلصین جماعت احمدیہ بھارت ہی کو توفیق نصیب ہوئی تھی جو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ ترین خطبہ جمعہ کے مطابق آج بفضلہٖ تعالیٰ -/35,05,000 سٹرلنگ پاؤنڈ یعنی قریباً -/30,49,35,000 روپے کے عالمی بجٹ کی صورت اختیار کرچکا ہے۔

☆ ___ گو امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتہائے احمدیہ بھارت کو اپنے سال گذشتہ کے مجموعی وعدوں میں قریباً آٹھ لاکھ روپے کے گرانقدر اضافہ اور سال گذشتہ کی مجموعی ادائیگی کے بالمقابل گیارہ لاکھ روپے سے بھی زائد رقم پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔

اس کے باوجود حضور پُرنور کی طرف سے عالمی سطح پر کئے گئے موازنہ میں ہندوستان کی حسب سابق ساتویں پوزیشن کا برقرار رہنا ارشادِ قرآنی فاستبقوا الخیرات کے تقاضوں کو پورا کرتا دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ ہی ہماری یہ پوزیشن ہمارے اس قائدانہ منصب کی غمازی کرتی ہے۔ جس پر مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اوّلاً ہمیں ہی فائز فرمایا تھا۔ اندریں صورت حال اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے کھوئے ہوئے امتیازی مقام کو دوبارہ حاصل کریں تو اس کے لئے ہمیں لازماً اپنی قربانیوں کے موجودہ معیار پر نظر ثانی کرنی ہوگی پس اب جبکہ تحریک جدید کے سال نو کے آغاز نے ہمیں ایک بار پھر مسابقت فی الخیرات کی اس دوڑ میں اپنی مومنانہ صلاحیتوں اور استعدادوں کو اُجاگر کرنے کا زرّیں موقعہ فراہم کیا ہے۔ آیئے ہم سال نو کے لئے وعدہ لکھوانے سے پہلے اپنی وسعت اور استطاعت سے بڑھ کر ضروریات سلسلہ کو مقدم رکھنے کا عہد کریں۔ اور پھر ایک نئے عزم، نئے جوش اور نئے ولولے کے ساتھ مسابقت کی اس نئی دوڑ میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور بانی تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ان مقبول بارگاہ الٰہی دُعاؤں سے وافر حصہ پانے کی توفیق بخشے جو حضورؓ نے یاڑی پورہ (کشمیر) کے ایک مجاہد تحریک جدید محترم راجہ ولی محمد صاحب مرحوم کے نام اپنے دست مبارک سے ۲۲ نومبر ۱۹۴۴ء کو رقم فرمودہ مکتوب میں بایں الفاظ تحریر فرمائی تھیں کہ:-

"میں آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ نے تبلیغ اسلام کی مستقل بنیاد رکھنے میں جو قربانی کی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسلام اور احمدیت کے لئے جن اہم قربانیوں کی آئندہ ضرورت پیش آئے اللہ تعالیٰ ان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی آپ کو توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ آپ کے اور آپ کی نسل کے ساتھ رہے۔ آمین"

(خورشید احمد انور۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان)

115واں جلسہ سالانہ قادیان 2006ء

مورخہ 26-27-28 دسمبر کو منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 115 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2006ء (بروز منگل، بدھ، جمعرات) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: :جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 18 ویں مجلس مشاورت سیدنا حضور انور کی منظوری سے مورخہ 29 دسمبر بروز جمعہ منعقد ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دُعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)